



حزب الانصار (دین کے مددگروں کا گروہ)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تبلیغی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے جامع مسجد بھیرہ کی عظیم الشان عمارت کی مرمت دارالعلوم عزیزہ بھیرہ کا اجراء اور اس کے ماتحت کئی جگہ مدارس عربیہ کا قیام دارالمبشرين سالانہ تبلیغی کانفرنس غرض ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی، اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے مسلسل سعی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ بھیرہ سے شائع ہوتا ہے۔ حزب الانصار کے قائم کردہ دینی اداروں کی امداد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر اور جماعت کے معاون بنکر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

افتخار احمد بکوی کان اللہ لہ
امیر حزب الانصار بھیرہ پنجاب

مدیر مسئول

غلام حسین

مختار احمد

مولانا الحاج افتخار احمد بکوی امیر حزب الانصار بھیرہ

سالانہ چہیندہ
عوام سے
طلبہ سے
فی پرچہ

سالانہ چہیندہ
عوامین سے
طلبہ سے
فی پرچہ

مجاہدین
مجاہدین

حزب الانصار بھیرہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اخراج مقاصد (۱) اندرونی دیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم و فنیہ (۳) جریہ شمس الاسلام کا اجراء (۴) دارالعلوم حوزہ جامع مسجد بھیرہ، جو اپنے مختلف شعبوں ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے۔ (۵) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے۔ (۶) عظیم الشان سالانہ کانفرنس۔ (۷) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ۔ (۸) کتابخانہ۔ (۹) جامع مسجد بھیرہ کی حرمت۔

جسیدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے۔ مضمائین ہر ماہ کی دس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں دیو کا مضمون نگار صاحبان کی رائے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریہ حقیقت بھیجا جاتا ہے۔ جسیدہ کیفیت کم از کم چار ماہ یا تین برس سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ سے ہر مضمون نگار سے طلبہ سے غور مقرر ہے۔ غور کا پرچہ ہر کے ملک کو وصول ہو چکا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ تاریخ کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض رسائل استہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں غریب کی طرف حیدر کی تاریخ تک اطلاع وصول ہو پر رسالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۵۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ دہا، ہندوستان والے اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبدالجبار صاحبان کمیشن انجینٹس ۵۵ نواب مسجد شریٹ بمبئی (ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ ۱۰ کے، ہرنگ ڈاک اور غلط پیرنگ ہوں گے۔

ترسیل زر بنام غلام حسین ایڈیٹر بنجر شمس السلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے۔

شرح مسائل

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی، پی ارسال ہوگا۔ جس کے نامذکر جاسکے بچے کیلئے بہتر صورت ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور ہو تو اطلاع دیں۔ خدارا دی، پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (غلام حسین مینجر شمس السلام)

جلد ۲۵	جیب المیزان ۱۳۷۳ھ مطابق مارچ ۱۹۵۲ء شمارہ ۳
--------	--

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صاحب مضمون
۴	بزم انصار	ادارہ
۵	شذرات	
۷	مسائل و مسائل	
۱۰	معاویہ بن ابی سفیان (نظم)	جناب انیسری لکھنوی
۱۱	صحابیت کی ضرورت اور فضیلت	مولوی نجم الحسن صاحب انصاری
۱۲	سید الشہداء	مولانا زائد حسین صاحب قادری
۱۴	صحابہ اور ان کی دولت کے مصادر	مولانا عید القیوم صاحب
۲۱	کوہ طوان فاروق اعظمؓ کے سپاہیوں کا قیام اور صحابی حضرت عیسیٰ کا قبول اسلام (نظم)	مولوی محمد اسحاق صاحب قیاد لکھنوی
۲۳	معجزہ انتحاق قمر	مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم امرتسری
۲۴	ترکی میں لادینیت کے خلاف رد عمل	محترم قیاد صاحب
۲۵	باب الاستفسارات	مولانا شاہ غلام محی الدین صاحب
۲۹	لمعات نور (نظم)	محمد مدنی صاحب محمود لکھنوی
۳۰	حضرت امام ابو حلیفہؒ کی حیات طیبہ (بچوں کا مضمون)	مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب
۳۱	رفتار زمانہ (اہم اور مختصر خبریں)	الوار احمد گوی جماعت پنجیم

تذرات

(اداریہ)

الاخوان المسلمون کی گرفتاریاں : مصر ۱۳ جنوری کو برطانیہ ہر بالکل اچانک ہی مصر میں یہ عجیب، واقعہ پیش آیا۔ کہ لاخوان المسلمون کی مشہور مذہبی اور نہایت بااثر عوامی جماعت کو جنرل نجیب کی انقلابی فوجی حکومت نے خلاف قانون قرار دیا اور ان کے مرشد عام حسن البغیبی اور دوسرے بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کر دیا۔ گرفتاریوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ تمام وفات کو سربراہ کر دیا گیا۔ الاخوان کا تمام سرمایہ ضبط کر دیا گیا۔ اور ایک خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں تین پولیس افسروں کو اور کچھ فوجی افسروں کو الاخوان سے تعلق رکھنے کے الزام میں نکال دیا گیا ہے۔ اور تادم تحریر نئی نئی خبریں آ رہی ہیں۔

یہ جو کچھ پیش آیا برطانیہ ہر بالکل غیر متوقع اور تعجب خیز ہے۔ لیکن جو لوگ آمریت کے مزاج سے واقف ہیں۔ تیرجو لوگ الاخوان کی اصل اصولی دعوت اور سابقہ تاریخ کو سمجھتے اور جانتے ہیں ان کے لئے تعجب کا مقام نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جنرل نجیب نے فوجی انقلاب برپا کر کے جب چاہا کہ مصر میں خالص آمرانہ طریق کار اختیار کر کے حکومت چلائی جاسے۔ تو ان تمام سیاسی جماعتوں کو یکدم ختم کر دیا گیا۔ جن میں واقعی ایسی خامیاں موجود تھیں جن کی وجہ سے عوام کی ہمدردیاں ان کے ساتھ کم ہو سکتی تھیں۔ ایسی جماعتوں کو ختم کر دینے میں کوئی خاص دشواری نہ تھی۔ لہذا ان کے خلاف قدم اٹھایا گیا۔ اور بہ آسانی کامیابی ہو گئی۔ الاخوان المسلمون کا معاملہ ان سب

جماعتوں سے بالکل مختلف تھا۔ یہ جماعت مذہبی بھی ہے۔ اور سیاسی بھی۔ اس کا ماضی نہایت درخشندہ ہے اور اسکی جڑیں بہت مضبوط ہیں۔ جنرل نجیب کو ابتدا میں ایسی کوئی گنجائش نظر نہ آ رہی تھی۔ کہ وہ کسی جیلے بھانے سے دوسرے تنظیمی اداروں اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ اس اہم اور مستحکم تنظیمی اور جماعت کو ختم کر سکے۔ لہذا اس وقت الاخوان کو چھیڑا نہیں گیا۔ بعض خوش فہموں نے اسوقت یہ سمجھا تھا کہ جنرل نجیب الاخوان ہی کے پروگرام کے مطابق مصر کی تمام جماعتوں کی تطہیر کر رہے ہیں۔ اور وہاں الاخوان کے نظریہ کے مطابق نظام حکومت کی تشکیل ہوگی۔ مگر جو حضرات مصر کے اندرونی حالات، الاخوان کے بنیادی نظریہ، جنرل نجیب کے انقلاب اور اس انقلاب کے مزاج سے ذرا اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے، انہوں نے اسوقت بھی فرمایا تھا کہ زیادہ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ مولانا مسعود عالم صاحب ندوی نے بھی ان ایام میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اور مدثر کوثر کے اس قول پر تنقید کی تھی کہ ”جنرل نجیب کی ان کارروائیوں کی پشت پر الاخوان کا ذہن و دماغ کام کر رہا ہے۔“ مولانا ندوی نے لکھا تھا کہ جلد بازی سے کام لیکر ابھی نجیب کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ مصر میں کیا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آخری اور قطعی فیصلہ کے لئے ابھی ہم کو حالات کا مزید مطالعہ کرنا چاہئے۔

کچھ عرصہ سے چین چین کے یہ خبریں آ رہی تھیں کہ نجیب

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس ابتلاء و آزمائش میں پہلے کی طرح الاخوان المسلمون کے تمام ارکان کو صبر و استقامت نصیب فرمائے۔ اور ظالموں کے پنجہ ظلم و استبداد سے ان کو نجات عطا فرمائے۔

عدلیہ اور انتظامیہ کی جدائی | پاکستان کے نئے

زیر ترتیب دستور کے سلسلہ میں جمہور کا جو مطالبہ مدتوں سے جاری ہے، اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمارا آئندہ دستور ٹھیک اسلامی اصول کے مطابق ہو۔ اس سلسلہ میں جو نو نکاتی مطالبہ پیش کیا گیا تھا، اُس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ ”عدلیہ انتظامیہ کی مداخلت سے آزاد ہوگی“ اس چیز کی اہمیت بہت واضح اور نمایاں تھی۔ اور ہر حلقہ میں اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ خصوصاً قانون دان حضرات جن کا اکثر واسطہ عدالتی امور سے پڑتا تھا۔ اور وہ قدم قدم پر کا وٹیں محسوس کر رہے تھے۔ وہ زیادہ تر اس چیز کے خواہاں تھے۔ کہ عدلیہ کا نظم حکومت کے انتظامی اداروں کے دستبرد اور اثر سے آزاد ہو۔ تاکہ عدل و انصاف کے مطابق تمام فیصلے کئے جا سکیں۔ اور قانون و نظم کا اصل فضا بہتر طریقہ سے پورا ہو۔

۲ جنوری ۱۹۷۷ء سے پنجاب میں عدلیہ کو انتظامیہ سے جدا رکھنے کا فیصلہ نافذ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں اگرچہ ابھی تک کچھ بعض بنیادی خامیاں رہ گئی ہیں۔ لیکن اس اچھے کام کی ابتداء سے کچھ توقع ہونے لگی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ ان خامیوں کو بھی دور کر دیا جائے گا۔ اور اس ملک میں بے لاگ عدل و انصاف کی خالص آئندہ عدالتیں قائم ہو جائیں گی۔ جو غلطی کے اثرات سے بالکل آزاد ہوں گی۔ اور ہر غریب و مظلوم کی پوری پوری داد و دسی ہو سکے گی۔

ہمارا اصول یہ ہے کہ جس کام کو اچھا دیکھیں اور اچھا سمجھیں

اور الاخوان کے لیڈروں میں کچھ اختلافات سے پیدا ہو گئے ہیں۔ پورے طور سے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کن نکات پر فوجی حکومت اور الاخوان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ نجیب نے یہ محسوس کیا کہ ایسی مضبوط و مستحکم جماعت کا وجود ملک میں میری ذات یا میرے آمرانہ پروگرام کے لئے ایک خطرہ ضرور ہے۔ اور اب کسی خیلے ماننے سے ان پر بھی ہاتھ صاف کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اچانک ہی جماعت کو خلاف قانون قرار دینے اور گرفتاریوں اور ضبطیوں کا یہ عمل گہرے سلسلہ فوجوں اور ٹینکوں کے سایہ میں شروع ہوا۔ اور ساتھ ہی انتہائی مقام افسوس یہ ہے کہ الزام یہ لگایا گیا کہ الاخوان برطانیہ کے ساتھ مل کر مصری حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے سازش کر رہے تھے۔ جن لوگوں کو الاخوان کے مذہبی معتقدات سیاسی نظریات، مجاہدانہ کارناموں، جنگ فلسطین میں برطانیہ کے خلاف جان و مال کی بے دریغ قربانی اور سرزمین مصر سے برطانیہ کے نکال باہر کرنے کی گرم تر جدوجہد کا کچھ بھی علم ہے وہ کبھی یہ باور نہیں کر سکتے کہ یہ الزام کچھ بھی کسی رنگ میں کوئی بنیاد وہ جو درکھ سکتا ہے۔ اور ہر شخص نے یقیناً برطانوی سفارتخانہ کے اعلان کے مطابق اس کو بے بنیاد الزام ہی قرار دیا ہے۔ جنرل نجیب کے اس اقدام اور پھر اس قسم کے الزام نے اُس کے موقف کو بہت ہی نقصان پہنچایا ہے۔ الاخوان المسلمون کی جماعت ایک نہایت ہی مقبول اور دنیا بھر میں متعارف جماعت ہے۔ ان کے شاندار ماضی اور دور بخشنہ کارناموں کی بنا پر دنیا بھر کے تمام حریت پسندوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

اب تک جو کچھ خبریں پہنچ سکی

ہیں ان کی بنا پر اس سے مزید کچھ اور تبصرہ نہیں کیا جا سکتا۔

مسائل و مسائل

(اداس)

عمر سے کما کہ اب میرے پاس گندم اگئی ہے۔ آپ اپنے قرض میں دو من گندم لے لیجئے۔ عمر نے کہا کہ میں گندم نہیں کیتا۔ گندم تو میں نے تیس روپیہ کے عوض آپ پر فروخت کر دیا تھا۔ آپ مجھے تیس روپیہ دیں گے۔ اب دونوں میں جھگڑا ہو گیا ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں روپیہ نہیں دیتا۔ گندم دوں گا۔ عمر کہتا ہے، میں گندم نہیں لیتا، میں تو روپیہ لوں گا۔ آپ بتائیے کہ شرعاً ان کے اس جھگڑے کا کیا فیصلہ کیا جائے۔ اور کون حق پر ہے؟

الجواب: ہر صورت مندرجہ بالا میں زید حق پر ہے۔ عمر کو چاہئے کہ وہ دو من گندم اپنا قرضہ وصول کر لے۔ اگر اسی وقت دو من گندم کی قیمت تیس روپیہ لگا کر وصول کرتا پھر تو یہ بات درست تھی۔ کہ وہ گندم کے بدلہ میں اسکی قیمت لے لے۔ لیکن اگر اس وقت قیمت وصول نہیں کی، اس کو ادھار پہنے دی ہے تو شرعاً وہ مبادلہ نہیں ہوتا۔ اور تیس روپیہ زید کے ذمہ لازم نہیں ہوتے۔ اب اگر اپنی خوشی سے زید روپیہ دیتا تو اس کی رضا مندی کی وجہ سے تو وہ بات درست ہو جاتی۔ لیکن جب وہ قیمت نہیں دینا چاہتا بلکہ عمر کو اسکی دو من گندم سے رہا ہے تو اسکو قیمت دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ عمر کو گندم ہی لینا پڑے گی۔ اس وقت جب مبادلہ کی گفتگو ہوتی ہے اور قیمت وصول نہیں ہوتی تو یہ بیع الکالئی بالکالئی کی صورت ہو گئی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ نہیٰ ما سول اللہ صلی اللہ

سوال ۱) زید نے عمر سے دو من گندم بصورت قرض سندے لی۔ قریباً دو مہینہ گزر جانے کے بعد عمر نے زید سے مطالبہ کیا کہ مجھے اپنا قرض واپس دیدہ۔ زید نے کہا کہ فی الحال گندم تو میرے پاس نہیں کہے سکوں۔ اچھا آپ دو من گندم کی قیمت لگا دیجئے۔ میں آپ کو وہ قیمت ادا کر دوں گا۔ چنانچہ دونوں نے باہمی رضا مندی سے پندرہ روپیہ قیمت طے کر دی۔ اور تیس روپیہ زید کے ذمہ ہو گیا۔ اس وقت زید نے رقم ادا نہیں کی۔ قریباً ڈیڑھ مہینہ گزر جانے کے بعد زید نے

لغیہ صفحہ گذشتہ: ہر اسکی تحمین کریں۔ لہذا حکومت پنجاب کو ہم اس اچھے اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ کڑی نگرانی رکھ کر اس تفریق کو واقعی مفید اور مثمر بنانے کی کوشش کرے۔ تاکہ عدلیہ کا واقعی وقار و احترام باقی رہ سکے۔ اس بارے میں نئے مجسٹریٹوں اور ججوں کے تقرر میں قانونی حمارت و تجربہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور خیال رکھا جائے کہ وہ ذاتی کردار و اخلاق، تقویٰ و طہارت اور خشیت الہی کے اعتبار سے بھی اس معیار پر ہوں جو خدا اور رسول کو پسندیدہ اور مسلمان قاضی کیلئے ضروری ہے۔ خدا کا خوف اور اس عادل حقیقی کے دربار میں اپنی جوابدہی کا احساس، یہی وہ چیز ہے جو ہر فیصلہ کرنے والے کو بالکل بے رُو و بیا اور عادلانہ فیصلہ پرا دہ کر سکتا ہے۔

علیہ وسلم عن بیع الکالشی بالکالشی رواہ الحاکم فی المستدرک والدارقطنی فی سننہ عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع بن عمر والنفسی فی تخریج الزلیحی۔

اور فقہاء کرام کے ہاں بیع الدین بالدین کی ممانعت ایک عام قاعدہ کلیہ ہے۔ اور اس کے مطابق بہت سے جزئی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ مندرجہ بالا صورت میں بھی اسی قاعدہ کلیہ کے مطابق زید کے ذمہ لازم شدہ گندم کو روپیہ کے بدلہ فروخت کرنا اور رقم پھر اس کے ذمہ پر بصورت دین باقی رکھنا درست نہیں ہے۔ اور بعینہ اسی مسئلہ کو فتاویٰ خیریین علامہ فیرالدین رحمہ اللہ نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ لیس للمقرض للمطالبة بالدراہم بل بمثل ما اقترض من الخنطة ولو سلمنا ان المستقرض اشتری بالدراہم الخنطة للمستقرض فممن للمقرض ولم يقبض الدراہم قبل الافتراق بطل البيع كما في البزازية وغيرها ولو كان لئلا على آخر طعام او فلو س فاشترى من عليه بدراهم وتلف قاقبل قبض الدراهم بطل وهذا مما يحفظ فان للمستقرض للخنطة والشعير متلفها ثم يطالبه المالك بها ويجزى عن الاداء فيبيعها مقرضا منها باحد النقدین الى اجل ويسمونه دگندم کردنی، وانه فاسد لانه افتراق عن دين بدین۔ اہم والداعلم دقاوے خیر یہ جلد اول ۲۲۵

سوال ۱۔ ایک دوکاندار عبدالرحمن نے کپڑے کے پچاس تھان جو کہ ایک ہزار گز کے تھے ایک دوسرے شخص عبدالحمید پر سواروپہ فی گز کے حساب سے فروخت کر دیے۔ بات حیت مکمل ہوئی۔ اور عبدالحمید نے وہ پچاس تھان اپنے قبضہ میں لے لئے۔ اور وعدہ کر دیا کہ میں اس کی یہ قیمت ایک ہزار

ڈھائی سو روپیہ دس روز کے بعد ادا کر دوں گا۔ چار دن گزر جانے کے بعد اس نے کہا کہ میں نہ آئے گی یہ مال بیچ سکتا ہوں اور نہ میں آپ کو پوری قیمت ادا کر سکتا ہوں۔ آپ یہ سارا مال مجھ سے واپس لیجئے۔ عبدالرحمن نے کہا میں واپس نہیں کرتا۔ البتہ یہ کر سکتا ہوں کہ یہ سارا مال آپ سے پھر بارہ سو خرید لوں گا۔ مال میں لے لوں گا۔ بارہ سو تو آپ کے ذمہ بارہ سو پچاس میں سے بارہ سو کے بدلہ میں پورا ہو جائیگا۔ اور پچاس آپ مجھ کو دیجئے۔ اور آپ یہ سمجھ لیجئے کہ آپ نے تجارت کی تھی۔ اور اس میں تاوان ہو گیا۔ چنانچہ عبدالحمید اس پر راضی ہو گیا۔ اور عبدالرحمن نے وہ سارا کپڑا بارہ سو روپیہ میں خرید لیا۔ کیا یہ معاملہ جائز ہے ؟

الجواب : ہر سوال میں جو صورت نقل کی گئی ہے فقہاء کرام کے ہاں یہ مسئلہ شارع و مایع باقل مما باع قبل نقد الثمن کے عنوان سے مشہور ہے۔ اور اس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ فی الدس المختار و فسدل شارع و مایع بنفسه او بوكيل من الذي اشترى او لو حکما کو ارتباہ بالاقل من قدس الثمن الاول قبل نقد کل الثمن الاول۔ صورتہ باع شیئا بعشرة ولم يقبض الثمن ثم شرى بخمسة لم يجز وان رخص السعر للربا خلافا للشافعی۔ علامہ شامی نے در مختار کی

اس عبارت کے اکثر اجزاء کی ضروری تشریح و توضیح کر کے مسئلہ کی ساری صورتیں واضح کی ہیں۔ اور ان رخص السعر پر لکھا ہے، لان تغیر السعر غیر معتبر فی حق الاحکام مکما فی حق الخاصب وغیرہ فساد الیہ البیع کما خرج عن ملکہ فیظہر الیہ بجم ذلیعی۔ اور للربا کے لفظ پر لکھا ہے، ہر علت لقولہ لم یجز ای لان الثمن لم یدخل فی ضمان البائع قبل قبضه فاذا عاد

الیہ عین مالہ بالہ ذہن الخی خرم عن ملکہ ویدار
اجضر الثمن قصاصاً بوجہ فی الذہن فعل بلا
موقوف بکمال فی الذہن حج مالہ بوجہ وھو حرام
بالذہن ذلیلی راجع بحد مذکور

صاحب ہدایہ سے موم جو ان کے لئے حضرت عائشہ کی ایک
روایت سے استدلال کیا کہ جب ایک عورت نے حضرت
زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک نوٹہ کی آمد سودوم پر خریدی
اور ثمن انکار سے انکار کیا وہ بیچ ڈالی اور حضرت
عائشہ سے اگر یہ ذکر کیا تو حضرت عائشہ نے سخت انکار فرمایا
بلس ما شاریت واشتریت ابلیغی زید بن ارقم
ان اللہ تالی ابطال حجۃ رجبہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان امرت بربایہ اخیر بن مشر
بھرنی بن ارقم حضرت عائشہ کے پاس خند پیش کرتے
ہوئے آئے اور جمع فرمایا

ہاں اگر اس کپڑے میں کچھ فرق پڑ گیا ہے اور اس
میں کچھ عیب پیدا ہوا ہے تو پھر البتہ وہ کم قیمت پر خرید سکتا
ہے فی الدار المختارہ والابدل احل الجواز من
اتحاد جنس الثمن و تعیب البیع جارہ مطلقاً کما
ثبوتہ ازید اور بعد التقلد قال الشافعی قولہ جار
مطلقاً ای سوا کان الثمن الشافی اقل من الاول
اولا ان السرخ لا ینظر ہذا اختلاف الجنس و
الابح البیع ای انقص یكون النقصان من الثمن فی
متا بلہ ما نقص من الحین و او کان النقصان
من الثمن بقا النقصان و یا انقص من الثمن
بما یقتضی (شامی ج ۲ ص ۲۸۰)

سوال ۱۰ - یہاں یہ مستور ہے کہ کپاس کے جسم شرعی
ہے یا کاشتکار کا نہ ہو سے یہ طے کر لیتے ہیں کہ ہم اس کے

کارخانہ میں خود من شاکپاس پہنچاتے رہیں گے اور اس کا
بجائے اب فیصلہ نہیں کرتے بلکہ فلاں معین تاریخ کو مثلاً
۱۰ صبح کو منڈی میں جو بجائو ہوگا وہی نرخ آپ لگا کر ہم کو دیں
اس طرح معاملہ طے کرنے کے بعد کاشت کار کپاس پہنچا کر اسے
حوالہ کرنا یا ناسپہ اور ارد سمیر کو اگر معلوم کرنا ہے کہ آج
عام ماویہ منڈی میں کیا نرخ ہے اس کی منڈی کے معاملہ میں
سومن کی قیمت لگا کر کارخانہ دار سے قیمت وصول کرتا ہے

تو یہ خرید و فروخت شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟
انجھاسا ہر شریعت مطہرہ کی رو سے معاملات کی دو
حیثیتیں جاتی ہوتی ہیں ایک تو معاملہ کا اتفاق بندہ اور اللہ
تعالیٰ کے درمیان ہے جسے دیا غنہ سے تعبیر کرتے ہیں
اور ایک وہ شخصوں کے درمیان معاملہ کی ذمہ داری ہے
اور یہ کہ اگر ان میں جھگڑا پڑ جائے اور کوئی قاضی ان کا فیصلہ
کرنا چاہے تو وہ کس طرح ان کا فیصلہ کرے اسے فقہاء
حکم کرتے ہیں فقہاء کرام نے بالاتفاق لکھا ہے کہ جب
کسی بیچ میں ثمن مجہول ہو تو وہ بیچ فاسد ہے شرعی
طور سے وہ بیچ منعقد نہیں ہوتی عدوت مند رجہ

بالا میں جب بات طے کرتے وقت کپاس کے ثمن کو متعین
و معلوم نہیں کیا بلکہ ارد سمیر پر حوالہ دیا جس کا کچھ متہ
نہیں کہ اس وقت کیا نرخ ہوگا تو حالت ثمن کی وجہ سے
بیچ تو نہیں ہوتی یوں کہتے کہ محض آپس میں ایک معاملہ
ہوا اور یہ ایک کو چاہئے کہ اپنے کپڑے دے دے پر
قائم ہے کاشتکار کپاس پہنچا دے اور ارد سمیر کو جو
ہو وہ قبول کرے اور کارخانہ دار دیدے اگر دیکھ کر
دونوں نے رضا مندی کے ساتھ اس روز کے نرخ کو تسلیم
کر کے قبول کر دیا اور قیمت کی لین دین تراخی طرہیں
سے ہو گئی تو کوئی حرج نہیں یوں سمجھا جائیگا کہ گویا

تو ہوئی نہیں، محض وعدہ تھا۔ چاہئے تھا کہ ہر ایک اپنا وعدہ پورا کرتا۔ لیکن اگر وعدہ نہیں پورا کرتا تو آپ اخلاقی طور پر تو اسے کہہ سکتے ہیں، لیکن قانونی طور سے کسی ایک فریق کو مجبور کر دیا جائے، ایسا نہیں ہو سکتا۔

اب چونکہ آج کل اس بارے میں عرف عام کی وجہ سے کوئی نزاع و اختلاف نہیں کیا جاتا، اس لئے یہ معاملہ جائز ہے۔ اور یہی قرار دیا جائیگا کہ اردسمبر کو مل کر طرفین کی رضامندی سے بیج ہو گئی۔ اور اگر کبھی اختلاف پڑ گیا، اور کسی شکم اور قاضی کو فیصلہ کرنا پڑا تو وہ قضاوی فیصلہ کریگا کہ بیج نہیں ہوئی۔

اب اردسمبر کو متعین مال جو کارخانہ دار کے پاس پہنچ گیا ہے۔ متعین ثمن کے بدلہ میں فروخت کر دیا گیا۔ لیکن اگر اردسمبر سے قبل کا شکار کیا نہ ہے، یا کارخانہ دار کی اس لینے سے انکار کر دے۔ تو قضا ان دونوں میں سے کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح اگر اردسمبر کو نرخ معلوم ہوا۔ اور دونوں میں سے کوئی ایک بخوشی اس نرخ کو قبول نہیں کرتا تو اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر شکار اس نرخ پر نہیں دیا جاتا تو وہ اپنا کپاں سواپس لے جاسکتا۔ اور اگر کارخانہ دار اس نرخ پر نہیں لیتا تو وہ انکار کر کے مل واپس کر دے۔ کسی فریق کو دوسرے پر جبر کرنے کا قانونی حق حاصل نہیں۔ کیونکہ اس سے قبل بیج

معاویہ بن ابی سفیان

(انجناب اشتر زبیری لکھنوی)

کیونکہ بیاں ہو عظمت و شان معاویہ
اس شہسوار عرصہ برأت کو کیا لکھوں
وہ غازی و مجاہد فوج رسول تھا
ہمیشہ جسکی زوہد و خیر الانام ہو!
اس شیر گردگار کی ہدایت کے سامنے
یہ وہ ہے جس کے نعرہ گردوں شگاف سے
باطل کو کس نے پست کیا بند و بر سے
یہ کس نے گرد برد کیا فوج شام کو
لکھا ہوا ہے لوح جبیں پر معاویہ

یہ اس کا حق ہے جسکو ملے نجات ارجمند
ڈالی ہو جس نے کنگرہ روم پر کند
رفعت میں تھا وہ آج ثریا سحر بلند
بمیل و بے نیل ہو وہ طالع بلند
لڑاں تھے سرکشان جہاں مثل گو سفند
تھرا اٹھے تھے قلب دیران خود پسند
کس نے علی کے بعد کیا حق کو فہم مند
وادتی روم پہاںد گئی کس کی اکث قند
بیخوف ہوں پہنچ نہیں سکتا کوئی گزند

صحابیت کی ضرورت اور فضیلت

(انا للہ قلم مولوی نجمہ احسن ضامنصار ایدہ فکیٹ پرنٹنگ ڈھ)

اور بے حساب اندازوں سے اپنی مرضی اپنے ارادوں کو پورا کر سکتا تھا۔ مگر اصحاب رسول کی فضیلت اور بعد انبیاء تمام مخلوق پر افضلیت کے لئے یہی کیا کم ہے کہ چنے والے کی نظر انتخاب نے انہیں کو چنا۔ اور اپنے انتخاب اور اپنی نظر انتخاب کی اہمیت اور قابلیت کے خلعت سے انہیں سرفراز فرمایا ہے۔
ایں سعادت بہ زور بازو نیست۔

ذوق تو بیان تک پہنچنے کو تیار ہے کہ جس طرح نبوت و مہمبی ہے، صحابیت بھی وہ جوہر ہے جس کا تعلق اکتساب سے نہیں ہے۔ حسن اعمال اگر اس کو ہر آبدار کی آبداری اور جلا کو روز افزوں افروز کرتے ہے تو وہ بھی توفیق آتی اور محبت ایزدی کا کرشمہ تھا۔

نگہت جان بخش کی ایمن ذات گل تھی۔ پیر نگہت کو پھیلا والی نسیم پیا کی گئی۔ کبھی نسیم کو نگہت گسری کی عزت دی گئی۔ کبھی تلواروں کو بوسے گل دیں بسنے کا شرف بخشا گیا۔ دنیا دار العسل ہے۔ اور حیات دنیوی عمل کے لئے بخش گئی ہے۔ پیام کے لئے پیامبر کا ہونا لازم قرار دیدیا گیا ہے۔ علم محض کتاب اللہ سے بھی ممکن تھا۔ مگر اس کی عملی صورت کے لئے نمونہ عملی اور اسوۂ حسنہ درکار تھا۔ اسوۂ حسنہ کے انداز پر چلنے کی ضرورت کو محض ذوق سلیم پر نہیں چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ اسکی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے اس کے لئے امر بھی فرمایا گیا۔ مگر غم نبوت اور لاینبی بعد ہی کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ نمونہ محبوب بعد کو آنے والی نسلوں تک

گلے خوشبو کو درخام رونے، رسید از دست محبوب بدستم بدو غم کہ مشکلی یا عیبری، کہ از لہوئے دلاویز توستم بگفتا من گلے ناخیز بودم، لیکن توتے با گل شستم جمال منشین من اثر کرد، و گر نہ من ہماں گل کہ ہستم

تل پھولوں میں بٹائے جائیں تو خوشبو کے لحاظ سے گویا خود ہی پھول بن جائیں۔

”گل ناخیز“ اگر ایک مدت گل کی ہنشیں ہو جائے تو یہ جمال ہنشیں درمن اثر کرد، کا دم بھرنے لگے۔ لوہا پار سن پتھر سے چھو جائے تو سونا ہو جائے۔ قطرہ دریا میں مل جائے تو خود بھی گویا دریا ہو جائے۔ پھر اصحاب رسولؐ، صاحب خلق عظیم اور مہبط و ما ارسلناک الاسما حیلۃ للعالمین نے نمونہ کامل اور اسوۂ حسنہ کے حامل کیوں نہوں۔ اگر اصحاب رسولؐ نہ ہوتے تو جن غلاموں کو آقا سے بعد زانی و مکانی تھا کس سے یہ سوال کرتے کہ سہ گو ہمیں یک سخن راست کہ جاناں چوں است۔ کتاب اللہ من دین ہم تک کیونکر پہنچتی۔ گہرائے حدیث اور حدیث گل سے ہم کیسے واقف ہوتے۔ کون ہمیں یہ بتاتا کہ متبعین ہمیں اور غلامان رسول یوں میار کرتے تھے۔ للہ ورقا تل بوئے گل پھلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم۔ اس میں شک نہیں کہ صاحب مرضی حقیقی اور قادر مطلق و کافل بے شمار طریقوں

سید الشہداء

مجاہد اسلام حضرت حمزہؓ کی حیاتِ طیبہ کا ایک ورق

(از جناب مولانا زاہد مسیحین صاحب قساروی)

بڑی بڑی آنکھیں، کشادہ پیشانی، او وسطا دے کا قد اور بدن پھریز تھا۔ بازو گولی، کلاٹیاں چوڑی، اور تمام اعضا متناسب تھے۔ آواز گرجا رہتی، رنگ سرخ و سفید تھا۔ اگرچہ وہ تنومند اور جسم نہیں تھے، لیکن قدرت نے ان کے پہلو میں جو دل عطا کیا تھا وہ عزم و استقلال اور جرأت و شجاعت سے لبریز تھا۔

اخلاق و عادات | سیدنا حمزہ شروع سے نہایت خلیق، شیریں زبان، برد بار، نرم دل تھے، اور ہر شخص سے نہایت متانت و نرمی کے ساتھ بات چیت کرتے تھے۔ ان کے خلق و انکسار سے ہر شخص متاثر ہوتا تھا۔ اور ان کا مداح بن جاتا تھا۔

اسلام کے اغوش میں | ۲۲ اگست ۶۱۰ء تک حضرت حمزہؓ اسلام کے نوحہ خوار دشمن تھے۔ لیکن پیران کو حضور

ابتدائی حالات | اسم گرامی حمزہؓ والد کا نام عبدالمطلب اور لقب ابولمحسن تھا۔ وہ عرب کے مشہور قبیلہ قریش کے مایہ ناز رکن تھے۔ اور انکی جرأت و شجاعت تمام عرب میں مشہور تھی۔

الر فردی شہدہ کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے ان میں خیر معمولی ذکاوت و ذہانت کے آثار پائے جاتے تھے۔ اور وہ ہر ہمار معلوم ہوتے تھے۔ جب ان کا سن سات سال کا ہوا تو عبدالمطلب نے ان کو عربی ادب کی تعلیم دی۔ اور تقریباً گیارہ سال کی عمر میں انہوں نے خیر معمولی استعداد حاصل کر لی۔

جمال ظاہری | سیدنا حمزہؓ نہایت خوبصورت تھے۔

بقیہ صفحہ گذشتہ: ہر بھی اپنے اندازِ کامل میں پہنچا یا جائے۔ اس کے لئے صحابہ کرام چنے گئے۔ ذلالت فضل اللہ۔

علاوہ ان میں یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ انبیاء صاحب عصمت ہوتے ہیں۔ ممکن تھا کہ بھانہ جواور خیال پر وہ انسان اپنے دل کو یوں سمجھ سکے کہ عصمتِ جبرم اور سرکشی کی آگ میں بھانہ پڑتا کہ محسوس کی زندگی بسر کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ پھر ایسے ارمحال کے حصول کے پیچھے پریشان ہونا حیرت اور ہیکار ہے۔ لہذا ایک طرف تکمیلِ حجت کے لئے اور دوسری طرف اپنے بندوں کو طریق کی سہولت جتانے اور بتانے کے لئے، اور وہ پیر سے زیادہ مشفق و دربار سے صحابہ کرام کو یہ تمام ہی حقائق و کمال

اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ صلوٰۃ اللہ علیہ وارض عن اصحابہ ورضاء الرضی و

سرور عالم سے بے انتہا محبت تھی۔ وہ اکثر اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ میں اگر چہ اسلام کا مخالف ہوں۔ لیکن اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ محمد ایک راستہ باز اور پاکیزہ طینت انسان ہے۔ اس کے نزدیک دنیاوی و جاہلیت کو ٹی چیز نہیں ہے۔ اس کی سادگی اور انکسائیندگی قابل تعریف ہے۔ ان کا صبر و استقلال انسانی اخلاق کا ایک حیرت انگیز کدنامہ ہے۔ ان اخلاق و محاسن کے اعتراف کے ساتھ ہی حضور اقدس کے نہایت پروردگار در فکر تھے۔

۲۲ اگست ۱۸۶۲ء کا ذکر ہے کہ سیدنا حمزہؓ شکار کیلئے گئے ہوئے تھے۔ اور منصور سرور عالم خانہ کعبہ کے پاس پہنچاؤ میں مصروف تھے۔ اس موقع پر ابو جہل حضور کے پاس آیا۔ اور نہایت نامناسب الفاظ حضور کی شان میں کہے۔ حضرت حمزہؓ کی ایک کینز اس موقع کو دیکھ رہی تھی۔ جب وہ شکار سے واپس آئے تو اس نے ابو جہل کی گستاخی کا ذکر کیا۔ حضرت حمزہؓ غصہ سے بے تاب ہو گئے۔ اور کمان ہاتھ میں لئے حرم میں آئے۔ ابو جہل وہاں موجود تھا۔ حضرت حمزہؓ نے زور سحر ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا۔ اور کہا، اے بد نصیب! کیا تو سمجھتا ہے کہ محمدؐ بے یار و مددگار ہے؟ ہم اس کی حمایت کے لئے موجود ہیں۔ اور اس کی حفاظت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔

اس کے بعد آپ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ میرے عزیز فرزند! آج میں نے ایک ایراکام کیا ہے۔ جس کی تفصیل سن کر تم خوش ہو جاؤ گے۔ حضور نے پوچھا آپ نے کیا کام کیا ہے۔ کہا میں نے آج ابو جہل کو سخت سزا دی ہے۔

حضور نے فرمایا اور

چھا! میں اس وقت خوش ہو جاؤں گا جب آپ

بت پرستی سے بیزار ہو کر حق پرستی اختیار کریں گے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا میں تمہیں سچا جانتا ہوں، اور اسلام کو حق سمجھتا ہوں۔ اے شہدائے لا الہ الا اللہ! وقت رسول اللہؐ حضور اقدس کو حضرت حمزہؓ کے اسلام قبول کرنے سے بے انتہا مسرت ہوئی۔ آپ نے زود سے اللہ اکبر کا کفرہ بلند کیا۔ جس سے مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

حضرت حمزہؓ کی عظمت شوکت | حضرت حمزہؓ کے اسلام قبول کرنے

کے بعد سے اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ اگر یہ ان سے پہلے تقریباً چالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔ تاہم فرزندان اسلام آدھی سے ساتھ اپنے مذہبی فرائض ادا نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت حمزہؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد فتنہء حالت بدل گئی۔ انہوں نے بے باکانہ اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اور آبادی کے ساتھ خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے لگے۔

حضرت حمزہؓ کی پہلی تقریر | ۲۲ اگست ۱۸۶۲ء کی شام کو حضرت حمزہؓ نے

بیت اللہ شریف میں ایک روح پرور تقریر کی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: محترم بھائیو!

مجھے یہ دیکھ کر تکلیف ہوئی ہے، کہ تم محمدؐ جیسے پاک اور مقدس آدمی کی مخالفت کرتے ہو۔ حالانکہ وہ بینظیر آدمی ہے۔ اس نے تم پر اور تمہاری قوم پر امان کیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حوب کی سرزمین پر جمالت کی حکمرانی تھی؟ جب ہر طرف فسق و فجور کا بازار گرم تھا، جب ہر طرف فتن و فحش و عری کا طوفان برپا تھا، تو محمدؐ نے اپنی پاک تعلیمات سے تم کو امن و سکون کے راستے پر لگایا۔ اس نے اپنی بااخلاق زندگی کا ایسا بے نظیر نمونہ تمہارے سامنے پیش کیا، کہ تمہاری اخلاقی حالت

درست ہو گئی۔ اور تم امن و سکون کے حامی بن گئے۔

برادران عزیز! تم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ایک بے لوث آدمی ہے۔ وہ امن اور صداقت ہے۔ اسکی پرہیزگاری قابل تعریف ہے۔ وہ نہایت خلوص کے ساتھ غریبوں کی خدمت اور بیماریوں کی حیات کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ ان کی ذات سرچشمہ غیر دیرگست ہے۔ ان کی اپنے نفس پر بے انتہا حکومت ہے۔ ان کے خیالات نہایت پاکیزہ اور لائق احترام ہیں۔ وہ دم و دم دگرگئے بادشاہ ہیں۔ لیکن عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ وہ مغرور نہیں ہیں۔ لیکن کبھی سرایہ لوگوں کے سامنے عاجزی کا اظہار نہیں کرتے۔ پھر کیا ایسا مقدس انسان لائق احترام نہیں ہے؟ اور کیا اس کو تکلیف پہنچانا انتہائی ظلم نہیں ہے؟

اس تقریر کو سنکر اہل قریش بے انتہا مشتعل ہوئے۔ اور انہوں نے حضرت حمزہ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ لیکن وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔

سیدنا حمزہ کی مجاہدانہ سعی و کوشش کو دیکھ کر قریش کو اپنی تباہی کے آثار نظر آنے لگے۔ اس لئے انہوں نے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی۔ اور اس میں زہر آلود تقریریں کیں۔ ابو جہل نے کہا:

بھائیو! تم دیکھ رہے ہو کہ اسلام دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور لمحہ بہ لمحہ اس کا اثر زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ حمزہ جیسے مشہور آدمی جو اسلام کا دشمن تھا، وہ بھی اسلام کی آغوش میں پہنچ گیا۔ ان حالات میں میری رائے یہ ہے کہ خاندان بنو ہاشم سے ترک تعلق کیا جائے، اور پوری قوت کے ساتھ اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔

ابو جہل کی اس رائے سے تمام قبیلوں نے اتفاق کیا۔ اور ایک معاہدہ مرتب کیا۔ جس کا مقصود یہ ہے کہ کوئی

شخص نہ خاندان بنو ہاشم سے قرابت کر لے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا، نہ ان سے لے گا، نہ سلام و کلام کرے گا اور نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جلنے دیگا۔ جب تک کہ وہ محمد کو قتل کے واسطے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔

یہ معاہدہ نبوت کے ساتویں سال ۶۱۵ء کو لکھا گیا۔ اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کر دیا گیا۔ سیدنا حمزہ اور ابو طالب کو جب اس معاہدہ کا حال معلوم ہوا تو وہ مجبوراً خاندان بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابو طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ شعب ابو طالب ایک احاطہ تھا جو مکہ کے قریب ایک پہاڑ میں واقع تھا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ تین سال تک بنو ہاشم اس احاطہ میں زندگی بسر کی۔ یہ ایسا نازک اور صبر آزما وقت تھا، کہ بنو ہاشم درختوں کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھوک اور پیاس کی وجہ سے تڑپتے تھے۔ اور انکی مائیں ان کی حالت دیکھ کر گریہ و زاری کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے دشمنوں کے دلوں میں رحم ڈالا۔ اور تین سال گذرنے کے بعد خود ان ہی کی طرف سے اس معاہدے کے توڑنے کی تحریک ہوئی۔ مطہم بن عدی نے در کعبہ پر کھڑے ہو کر معاہدے کو اتار کر پھینک دیا۔ اور بنو ہاشم سے جا کر کہا کہ تم شعب ابو طالب سے باہر آ جاؤ۔ اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہو جاؤ۔ بنو ہاشم باہر آ گئے اور اپنے اپنے گھروں میں ہوئے۔

حضرت حمزہ کی مجاہدانہ کارناموں میں جنگ بدر کی خدمات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ بدر ایک گاؤں کا نام ہے۔ جو مدینہ طیبہ سے اسی میل کے فاصلہ پر ہے۔

ہجرت کے دوسرے سال جب کہ کھار کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور سرور عالم ۳۱ راج ۶۲۲ء کو تین سو جان نثاروں کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ اور

بڑی میں آپ نے مراعت کا فیصلہ کیا۔

کفار کہ پہلے سے وہاں موجود تھے۔ جنگ کا آغاز اس طرح ہوا کہ پہلے مشرکین کی صفوں میں سے عقبہ، ثقیفہ اور ولید بن مشغولہ جنگ جو تھے، میدان میں آئے۔ اور اپنی جرأت و شجاعت کا اظہار کرنے لگے۔ حضرت علی اور حضرت حمزہ نے ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد عام حملہ شروع ہو گیا۔ دونوں طرف سے فوجیں ٹوٹ پڑیں۔ اور سخت خونریز جنگ ہوئی۔ قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ اور بہت تھوڑی دیر میں واپائی ختم ہو گئی۔ خاتمہ جنگ پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں سے صرف چودہ اشخاص نے شہادت پائی۔ اور دوسری طرف کافروں کی طاقت بالکل دہم و برہم ہو گئی۔

آند کی لڑائی

اُحد کی لڑائی | جنگ ہند کے بعد سترہ ہجری میں کفار مکہ
 نے پھر مسلمانوں پر چڑھائی کی۔ اور ان
 کو مٹانے کا فیصلہ کیا۔ ہر جہادی الاولیٰ ^{۲۷}ؓ کہ اسلام کا شکر
 میدان اُحد میں پہنچا۔ اور مناسب مقامات پر قبضہ کر لی۔ جنگ
 کا آغاز اس طرح ہوا کہ بت پرستوں میں سے دو جنگجو سپاہی
 میدان میں نکل آئے۔ اور اپنے استقلال کی تعریف کرنے لگے۔
 حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حمزہ نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور
 بیس منٹ میں ان کو قتل کر دیا۔ ۱۳ کے بعد عام جنگ
 شروع ہو گئی۔ دونوں طرف سے جرات و شجاعت کا اظہار
 ہوا۔

مجاہدین اسلام جس طرف بڑھتے تھے صفیں کی صفیں
صاف ہو جاتی تھیں۔ کئی گھنٹے تک مسلسل لڑائی جاری رہی۔
حضرت حمزہؓ نے اس جنگ میں ایسی برأت سے تلوار
چلائی کہ بت پرستوں کے قدم اکٹڑ گئے۔ لیکن بعض مسلمانوں کی
خفlet کی وجہ سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ اور کافروں کو غلبہ
حاصل ہو گیا۔

شهادت

شہادت | اسی جنگ میں حضرت حمزہ نے جام شہادت نوش فرمائی۔ خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمان شہیدوں کی بھرتی کی۔

ہندہ ام معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کی لاش کو ٹھکرایا۔ اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا۔ اور چبا کر تھوک دیا۔

مورخ ابن سعد کا بیان ہے کہ سیدنا حمزہؓ زندگی کے آخری لمحہ تک سرفردشی کے ساتھ اپنی جرات کا ثبوت پیش کرتے رہے۔ اور اسلام کی صداقت کا اظہار کرتے رہے۔ ان کے آخری الفاظ یہ تھے:

”کیسی خوش نصیبی ہے، کہ میں اسلام کی حفاظت کیلئے
 تیغوں کا نشانہ بنا ہوا ہوں۔ اور میرے خون کے قطرے
 بچپن اسلام کو شاداب کر رہے تھے۔“

بقية

بقیہ صفحہ ۱۰۷
حضرت ابو شریح بہت بڑے فیاض اور دریا دل تھے۔ لوگوں کو اپنی چیزوں کے استعمال کی عام اجازت دے رکھی تھی۔ اور عام اعلان کر دیا تھا۔ کہ جب تم دیکھو کہ میں اپنے پڑوسی کو دیوار میں کھوٹی گاڑنے سے روکتا ہوں تو مجھے مجنون سمجھو۔ جو شخص ابو شریح کا مال پائے تو بے دریغ صرف کرے۔ (استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۷)

بقية ٢٤

بہتر ۲۷۔ م جیسا کہ انا ترک نے اپنے ہاں کیا۔ ایک قالب کے
 دوسرے قالب میں اتنی آسانی سے سو ڈھالا میں جا سکتا۔ اس وجود کی صحیح
 نشوونما ہونی چاہئے۔ اور اسکے صحت مندانہ کیلئے زیادہ زیادہ مواقع
 ہم کرنے چاہئیں۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ جہاں آنا ترک اپنی قوم کی فرسودگی کو بحیثیت
مجموعی تازگی میں ملنے میں ناکام ہو، وہاں ہم کامیاب ہوں۔ اور
غیروتدیلی میں توازن کے دامن کو ہاتھ نہ جادیں؟ یہ سچاچ پاکستان
کے اہل فکر کا سب بڑا کام۔ اور اس صبح طلوعِ سرحد پر ہونے پر ہمارے
شاہدِ مستقبل کا دار و مدار ہے + ”چٹان“

صحابہ اور ان کی دولت کے مصارف

(اَرْجَنَابَ وَلَا نَاعِبَدُ الْقِيَمَ حَسَا)

اداکرتے۔ قبیلہ طے جب اسلام لایا تو ان کے سردار عدی بن عامر اپنا اور اپنے قبیلہ کا عقد لیکر حاضر ہوئے۔ چونکہ اسلام میں یہ پہلا عقد تھا، اس لئے آنحضرتؐ اور تمام صحابہ کا چہرہ فرط مسرت دکھ اٹھا۔ (مسلم کتاب الفضائل)

جو لوگ زکوٰۃ وصول کرنے جاتے، صحابہ کرام ان کو ہمیشہ خوش خوش واپس کرتے تھے۔ ایک بار چند بدوؤں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں محصلین کی شکایت کی تو آپؐ فرمایا کہ ”انکو راضی رکھو۔“ جریر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ جب سے میں نے آنحضرتؐ سے اللہ علیہ وسلم کی زبانی محصلین زکوٰۃ کے متعلق یہ الفاظ سنے تھے، محصلین میرے پاس سے خوش گئے۔ (مسلم کتاب الزکوٰۃ)

جو لوگ قبیلہ کی زکوٰۃ لیکر آتے تھے، آنحضرتؐ معلوم ان کے لئے دے لے غیر کیا کرتے تھے۔ حضرت ابداؤفیؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جب زکوٰۃ لائے تو آپؐ نے دعا دی اللہم صل علی آل ابی اوفی (خداوند اوفیٰ کی اولاد پر رحمت اللہ) خود تو کوئی بات سب زیادہ عزیز ہوتے ہیں، لیکن صحابیات کو خطا و رسول کی رضا مندی اس سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ ایک صحابیہ آپ کے پاس حاضر ہوئیں، ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ نے سوال کیا کہ کیا تم اسکی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اسکو پسند کر دیتی ہو؟ انہوں نے کہا، تم کو قیامت میں آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ سنتے ہی انہوں نے اسکو آپ کے سامنے اتار کر پیش کر دیا۔ کہ یہ خدا و رسول کے ہیں۔

(مسلم کتاب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک بڑا رکن ہے۔ زکوٰۃ مسجد میں اللہ اور صحابہ استطاعت لوگوں پر فرض ہوئی۔ اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے کہ اگر مالدار مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو پورے زمین پر ایک بھی مسلمان فقیر نہ نظر آئے۔ اسی طرح اگر اس پر متعدد اقوام کا راجہ ہو جائیں، تو یقیناً ایک بہت بڑے محرکہ اتحاد اجتماعی مسئلہ کا حل ہو جائے، جس کے لئے سخاوت بالشریعت ایک عرصے سے دلخسوزی کر رہے ہیں۔ لیکن اب تک وہ کوئی مناسب اور آسان صورت اشتراکیت کے متعلق طے نہیں کر سکے۔ مگر اسلام ہے کہ اس نے سینکڑوں برس پیشتر ہی سے اس کے اوپر غور و خوض کر کے اپنا قانون نافذ کر رکھا ہے۔ صحابہ کرام گو کہ مفلس تھے، نادار تھے اور سخت تنگدست تھے۔ مگر ان کا دل غنی اور جوہر سخاوت سے لبریز تھا۔ وہ اپنے مال کو زکوٰۃ کے علاوہ مختلف طریقوں سے راہ خدا میں صرف کرتے۔ اس پر بھی ان کا دل نہ مانتا تو کسی اور حیلہ سے اپنے مال و متاع کو لوگوں پر صرف کیا کرتے تھے۔

زکوٰۃ چونکہ مذہبی فریضہ تھا اس لئے ان کی سخاوت کے بادل سب پہلے اسی پر گرج گرج کر برسا کرتے تھے۔

جب کھجوروں کی فصل تیار ہوتی تو تمام صحابہ زکوٰۃ کی کھجوریں لیکر آنحضرتؐ

کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور آپ کے گرد ڈھیر لگا دیتے تھے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

جو لوگ اسلام لاتے سب پہلے زکوٰۃ مفروضہ ہی

حضرت ابو ذر غفاریؓ کے نزدیک مال جمع کرنا ہی گناہ تھا۔
(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

صحابہ کی یہ عام دہادی تھی۔ لیکن اگر کسی دن آنحضرتؐ مسلم صدقات وغیرہ کے متعلق فرماتے یا خطبہ دیتے تو پھر ان کی فیاضی کے دریا میں تلاطم برپا ہو جاتا، طغیانی آجاتی اور اس تیزی کے ہتھکڑے تشنگان دولت کو پھر دولت کی حاجت نہ رہتی۔ ایک بار آنحضرتؐ نے عیدین میں صدقہ کی ترغیب دی۔ حوروں کا مجمع تھا۔ حضرت بلال دامن پھیلائے ہوئے تھے۔ اور حورتیں اپنے کانوں کی بالیاں، گنگن اور پھلے ٹمک اتارنا کر بھینکتی مٹی جاتی تھیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

ایک بار قبیلہ مضر کے کچھ فاقہ زدہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ کو ان کی حالت دیکھ کر سخت ملال ہوا۔ نماز کے بعد ایک خطبہ دیا۔ جس میں صحابہ کو صدقہ کی طرف توجہ دلائی۔ صحابہ کرام نے کپڑے اور غلہ کا ڈھیر لگا دیا۔ ایک صحابی کے پاس درہم یاد تیار کی ایک اتنی وزنی تعبیل تھی کہ وہ اسکو بہ مشکل اٹھا سکتے تھے۔ انہوں نے اس کو بھی آپ کے سامنے لا کر ڈال دیا۔
(نسائی کتاب الزکوٰۃ)

ایک بار مسجد نبویؐ میں ایک سائل آیا۔ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے اپنے کپڑے زمین پر ڈال دیں۔ انہوں نے کپڑے اتار کر ڈال دیئے۔ آپ نے سائل کو دو کپڑے دیئے۔ اور پھر صدقہ کی ترغیب دی۔ اس بار اس سائل نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کو زمین پر ڈال دیا۔ (ابوداؤد)

صحابہ اس قدر صدقہ کرتے تھے کہ کفار فضول خرچی کا طعنہ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے آٹھ ہزار صدقہ کئے تو منافقین نے کہا کہ یہ ریاکار آدمی ہیں۔ ایک صحابی نے صدقہ میں صرف ایک صاع دیا تو منافقین نے کہا خدا اس سے بے نیاز ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

زکوٰۃ کی اہمیت کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا قصد کیا۔ باوجود حضرت عمرؓ اور دیگر اصحاب کی مخالفت کے آپ اپنے قصد سے باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ مانعین زکوٰۃ نے اطلاع قبول کر لی۔ اور جو کچھ پہلے دیتے تھے پھر دینے لگے۔

عام صدقات: ہر صدقہ و خیرات گو کہ نہ فرض ہیں اور نہ واجب، صرف مستحب ہیں۔ لیکن صحابہ کرام اس استحباب کی نعمت کو بھی ہاتھ سے جاتے ہوئے گوارہ نہیں فرماتے تھے۔ اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا تھا اسے وہ بغیر کسی جبر و کرہمت کے بخش دیتے تھے۔ (ابوسعود انصاری فرماتے ہیں کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام ہاتھوں میں جلتے اور محنت مزدوری سے جو پیسہ ہاتھ آتا اسے خیرات کر ڈالتے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب القوا اللہ)) حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی۔ اس کو انہوں نے فروخت کر کے اس کی قیمت گود میں لئے بیٹھی ہوئی تھیں۔ کہ ان کے شوہر حضرت زبیرؓ آئے۔ انہوں نے اس روپیہ کو طلب کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے تو اس کو خیرات کر دیا ہے۔ (مسلم کتاب الادب)

علیم بن حزام دارالندوہ قریش کے دیوان خاص کے مالک تھے۔ انہوں نے اس کو حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ ایک لاکھ پرفروخت کیا۔ اور اسکی کل قیمت خیرات کر دی۔ (اسدالتحارب) حضرت زبیرؓ کے ایک ہزار غلام تھے، وہ جو کچھ کھاتے اس کو حضرت زبیرؓ باہر خیرات کر دیتے، گھر میں ایک جیب بھی نہیں لے دیتے۔ (اصحابہ تذکرہ زبیر بن العوام)

حضرت سلمانؓ مائین کے گورنر تھے۔ پانچ ہزار دینار تنخواہ تھی۔ لیکن جب آپ کو تنخواہ ملتی تو سب کی سب خیرات کر دیتے اور خود چٹائی بن کر ذریعہ معاش پیدا کرتے۔

الذین یلمزون للطوعین من المؤمنین فی الصلۃ قال۔
الخ (توہ) خیرات کرنے والے مسلمانوں کو صدقات کے بارے
میں جو لوگ طعنہ دیتے ہیں اور ان لوگوں پر عیب لگاتے ہیں۔ الخ

(بخاری شریف)

مالک بن نعلہ ایک دولت مند صحابی تھے۔ ایک دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ والذین
یکنزون الذہب والفضۃ الخ جو لوگ سونا اور چاندی
کو جمع کرتے ہیں۔ الخ

اتفاق سے ان کا ادھر سے گزر ہوا تو آیت سن کر ان پر
غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو آستانہ مبارک میں حاضر
ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔
کیا یہ آیت سونا چاندی جمع کرنے والوں پر نازل ہوئی؟ آپ نے
فرمایا "ہاں"۔ حضرت مالک نے کہا کہ شام ہوتے ہوئے مالک
کے پاس ایک درہم اور ایک دینار نہ ہو گا۔ چنانچہ شام تک انہوں
نے ویسا ہی کر کے دکھا دیا۔ (امد الغابہ)

صحابہ کرام نہ صرف صدقہ دیتے تھے، بلکہ اس پر اصرار
بھی کرتے تھے۔ ایک بار ایک صحابی ان کے برابر سونا لیکر
آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں نے
اس کو ایک کان میں پایا ہے۔ میرے پاس سولہ اس کے اور
کچھ نہیں ہے۔ آپ نے اعراض فرمایا۔ پھر داپنے جانب اسے
لے کر آئے۔ اور وہی الفاظ دہرائے۔ آپ نے منہ موڑ لیا۔ پھر
بائیں جانب آئے اور وہی کہا۔ آپ نے پھر روگردانی کی۔ پھر پشت
کی جانب آئے۔ اس بار آنحضرت نے اس کو اس زور سے ہاتھ مارا
کہ اگر ان پر پڑ جاتا تو ان کے سخت ضرب آتی۔ اور فرمایا کہ تم لوگ
اپنا تمام سرمایہ صدقہ دیتے ہو، پھر بھیک مانگنے لگتے ہو۔ بہترین
صدقہ وہ ہے کہ اس کو دینے کے بعد بھی انسان کے پاس کچھ
مال باقی رہ جائے۔ (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)

آپ نے ایک بار صدقہ دینے کا حکم فرمایا۔ ایک صحابی نے
کہا کہ میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اپنے اوپر
مصرف کرو۔ کہا ایک اور ہے۔ فرمایا اپنے بیٹے پر مصرف کرو۔ کہا
ایک اور ہے، فرمایا اپنی بیوی پر مصرف کرو۔ کہا ایک اور ہے،
فرمایا اپنے خادم پر مصرف کرو۔ کہا ایک اور بھی ہے، فرمایا اب
تمہیں سمجھو۔ (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب صلۃ الرحم)

صحابہ مددے میں سبقت کی حرص بھی کرتے تھے۔ ایک
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا۔ عن اتفاق
سے حضرت عمر کے پاس اس وقت کافی مال تھا۔ انہوں نے کہا
کہ آج میں ابو بکر سے بازی لے جاؤں گا۔ نصف مال لیکر حاضر خدمت
ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اہل وعیال کے لئے بھی کچھ رکھ چھوڑا
ہے؟ بولے اسی قدر۔ اسی اثنا میں حضرت ابو بکر اپنا کل سرمایہ
لیکر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اہل وعیال کے لئے
کیا چھوڑا؟ بولے اللہ اور اس کا رسول۔ تب حضرت عمر نے
کہا کہ تم سے کبھی بازی لے لیا جا سکوں گا۔ (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)
صحابہ کرام ہمیشہ صدقات میں بہترین مال دیتے تھے۔
لن تقالوا للبرحتی تنفقوا مما تحبون۔ یعنی جب تک
اپنا بہترین مال نہ مصرف کرو گے نیکی نہیں پا سکتے ہو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابو طلحہ رسول اللہ کی
خدمت میں آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ خدا کا کتاب ہے کہ جب تک
تم لوگ اپنا بہترین مال نہ مصرف کرو گے نیکی نہ پاؤ گے۔ میرا
محبوب ترین مال ہر جا رہے۔ جس میں خدا کی راہ میں خیرات
کرتا ہوں اور خدا سے اس کے ثواب کی امید کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب)

حضرت عبداللہ بن عمر کا معمول تھا کہ ان کو جو چیز پسند
آتی اس کو خدا کی راہ میں دیدیتے۔ ایک بار سفر حج میں آپ کو
اونٹنی کی چال پسند آئی تو اس سے اتر پڑے اور اپنے غلام نافع

سے کم اگر اس کو قربانی کے جانوروں میں داخل کر لو۔ (ابن سعد)
 اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے محصلین زکوٰۃ کو حکم دیا تھا کہ مال
 کا بہترین حصہ نہ لیا کریں۔ لیکن صحابہ اپنے بہترین مال کو بخوشی
 محصلین کو دیدیتے تھے۔ ایک صحابی نے ایک محصل زکوٰۃ کو
 اپنا بہترین اونٹ دیا۔ مگر جب انہوں نے ارشاد نبوی کے موافق
 اس کے لینے سے انکار کیا تو اس بندہ غلے بھرتے بھرتے اس کو دوبارہ
 پیش کیا اور عرض کرنے لگا کہ میں اس کو بخوشی دیتا ہوں۔
 آپ داخل بیت المال کر دیں۔

صحابہ کرام کی فیاضیاں | فیاضی یا سخاوت انسان
 کے اخلاق اربعہ کا ایک
 رکن دیکھیں ہے۔ خداوند کریم کی دی ہوئی ایک گراں بہا نعمت ہے۔
 اللہ کا احسان اور اس کا کرم ہے۔ یہ اقیانوس و صدف سرزمین عرب
 کا خاوند تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضانہ زندگی
 نے مسلمان عربوں و صحابہ کرام کے اس فطری جوہر کو اور زیادہ
 ابھرنے کا موقع دیا۔ اسلام کے عرطے صحابہ کرام ہی کی فیاضیوں
 سے طے پاتے۔ اور اس کو بہت زیادہ تقویت انہیں کی فیاضیوں
 سے پہنچی۔

آنحضرت ﷺ نے جب ہجرت کی تو ان کے لئے مدینہ منورہ تک
 تھا۔ لیکن انصار کی فیاضیوں نے ان کو آنکھوں میں جگہ دی۔
 جاوین کو اپنے مال و جائیداد کو حصہ دار بنایا۔

حضرت ام سلمہ نے اپنا خاص نخلستان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لئے وقف کر دیا تھا۔ سعد بن الشریح نے جائیداد کے ساتھ ساتھ
 عبدالرحمن بن عوف کو اپنی ایک ایک بیوی بھی دینا چاہی۔ لیکن
 انہوں نے شکر یہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ (بخاری)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے گھر کے لئے
 انصار سے جگہ مانگی۔ اور اس کی قیمت دینا چاہی تو انہوں نے مناسبتاً
 لفظوں میں کہہ دیا لا یطلب ثمنہ الا الی اللہ۔ یعنی ہم

اسکی قیمت صرف خدا سے طلب کرتے ہیں۔ (ابوداؤد و بخاری)
 مہاجرین نے جب ہجرت کی تو حضرت ابو بکر نے اپنا کل
 سرمایہ جس کی تعداد پانچ یا چھ ہزار تھی۔ نیک کاموں میں صرف
 کرنے کے لئے ساتھ لیتے آئے۔ ابو تھا فہ کو جب معلوم ہوا کہ گھر
 میں آئے اور کہا کہ تم لوگوں کو وہ مصیبت میں مبتلا کر کے چلا گیا
 حضرت اسماء نے بہت سی کنکریاں جمع کر کے کہا کہ ٹٹول لیجئے
 سب کچھ تو موجود ہے۔ (مسند احمد جلد ۶)

انصار میں سعد بن عبادہ کی فیاضی ضرب المثل تھی۔ وہ داندہ
 یہ معمول تھا کہ شام کو ایک آدمی پکارتا کہ جس کو گوشت و چربی
 لینا ہو وہ ان کے یہاں چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں آئے
 تو زیادہ تر وہی کھانا تیار کر کے بھیجتے تھے۔ اور اصحاب صدقہ کی
 معاش کو زیادہ تر وہ دار انہیں کی فیاضی پر تھا۔ جب شام
 ہوتی تو اور انصار دو ایک کو کھانا کھلانے لیا کرتے۔ لیکن وہ بیک
 وقت اسی آدمیوں کو کھانا کھلاتے۔ (اصحاب تذکرہ سعد بن عبادہ)
 حضرت عثمان مہاجرین میں جس طرح سب زیادہ مالدار
 تھے، اسی طرح فیاض بھی سب سے زیادہ تھے۔ عدم موت میں
 جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوتی تو آپ نے مسجد کو وسیع
 کرنا چاہا۔ مسجد کے متصل کچھ زمین تھی۔ اس کے متعلق آپ نے
 فرمایا اس کو کون خرید کر خدا کے حوالہ کرتا ہے۔ حضرت عثمان نے
 اس کو بیس ہزار درہم پر خرید کر وقف کر دیا۔ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف
 تھی۔ بیرروہہ کو خرید کر وقف عام کر دیا۔ تبوک میں ایک مہمدن
 سلطنت کا مقابلہ تھا۔ اور صحابہ کے پاس سامان جہاد بہت کم تھا۔
 انہوں نے نہایت اخلاص مندی کے ساتھ تمام سامان متیا کیا۔

تقویت اسلام کے علاوہ یوں بھی ان کی سخاوت کا دریا
 ہمیشہ بہتا رہتا تھا۔

حضرت معمر بن سعد نہایت بے ادوار اور فیاض صحابی تھے۔

غزوات میں انعام کا علم انہیں کے ہاتھ رہتا تھا۔ جس کو وہ اپنی فیاضی سے قائم رکھتے تھے۔ ایک غزوہ میں انہوں نے فوج کو قرض لے کر کھانا کھلایا۔ حضرت ابو بکر و عمر بھی اس میں شریک تھے۔ دو ٹو بزرگوں نے مشورہ کیا کہ اگر ان کو اسی حالت پر چھوڑ دیا گیا تو وہ اپنا تمام سرمایہ برباد کر دیں گے۔ اس لئے ان کو روکنا چاہا۔ سعد کو جب معلوم ہوا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھ کو ابن تمناہ و ابن خطاب سے کون بچائے گا؟ میرے بیٹے کو وہ بھیل بنانا چاہتے ہیں۔ (اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۱۵)

حضرت عائشہؓ اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ان کے ہاتھ آجاتا اسکو صدقہ کر ڈالتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان کو روکنا چاہا تو وہ اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی۔ (بخاری جلد ۱ کتاب المناقب)

ایک بار منکدر بن عبداللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے بولیں تمہارے کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دیدیتی۔ حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے پاس روپے بھیجے۔ بولیں، کس قدر جلد میری آدائش ہوئی۔ فوراً آدمی بھیج کر ان کو بلوایا۔ اور دس ہزار درہم ان کے حوالے کئے۔ انہوں نے اس رقم سے ایک نوٹھی خریدی۔ جس سے متعدد دیکھے پیدا ہوئے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت سعید ابن عامر کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ اگر ان سے سائل سوال کرتا اور ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اسکو دستاویز لکھ دیتے۔ ہر جمعہ کو بھائی بند جمع کرتے ان کو کھانا کھلاتے کپڑے پہناتے۔ ہر جمعہ کی بات کو کوفہ کی مسجد میں غلام کے ہاتھ اشرفیوں کی تعمیل بھیجتے کہ اس کو نمازیوں کے سامنے رکھ دیتے۔ اس نماز مسجد میں اس دن نمازیوں کا اذان دھام مچاتا۔ مرتے وقت ان پر اسی ہزار اشرفیاں قرض تھیں۔ بیٹے

نے پوچھا اتنا قرض کیونکر ہوا۔ بولے کسی شریف کی حاجت برآی کی۔ کسی حیادار کو اس کے مانگنے سے پہلے دیدیا۔ اس میں قرض ہوا۔ (اسد الغابہ تذکرہ سعید بن عامر)

حضرت قیس بن عبادہ انعامی اس قدر فیاض تھے کہ ان کے پاس ایک پیالہ تھا۔ وہ جہاں جاتے اس میں ایک آدمی گوشت اور مالیدہ بھر کے لے چلتا تھا۔ اور پکارتا جاتا تھا۔ ہلموا الى اللحم والثريد یعنی گوشت اور مالیدہ کی طرف لوگو آؤ۔

ایک بار ایک بڑھیا نے کہا، میرے گھر میں جو بچے نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا، کیا خوب کنایہ ہے۔ اس کے گھر کو گوشت روٹی، ٹھکی اور کھجور سے بھر دو۔ (حسن الصحاح ج ۱ ص ۹۵)

حضرت ابن عمرؓ بہت بڑے فیاض صحابی تھے۔ ایک بار ہزار درہم سے زیادہ آئے، آپ نے اسی وقت سب تقسیم کر دیا۔ (ابن سعد) عدنی مشہور فیاض حاتم طائی کے بیٹے تھے۔ فیاضی وراثت ملی تھی۔ ان کا دروازہ ہر وقت اور ہر ایک کے لئے کھلا رہتا تھا۔ ایک بار اشعث بن عمن نے دیگیں مانگ بھیجیں۔ عدنی نے اسکو بھر کر بھیجا۔ اشعث نے کھلا بھیجا میں نے خالی مانگی تھیں۔ انہوں نے جواب میں کھلا بھیجا کہ عاریتہ بھی میں خالی دیگ نہیں دیتا۔

(اسد الغابہ) حتیٰ کہ جو شخص ان کے دربار سے کم سوال کرتا اسکو وہ کچھ نہیں دیتے تھے۔ ایک بار کسی نے ان سے سو درہم مانگے۔ اتنی رقم سن کر بولے میں حاتم کا بیٹا ہوں۔ تم مجھ سے سو درہم مانگتے ہو۔ خدا کی قسم ہرگز نہ دوں گا۔ (استیعاب)

حضرت لبید مشہور شاعر تھے، بہت بڑے فیاض تھے۔ جاہلیت میں انھوں نے عہد کیا تھا۔ کہ جب باد مہاجلہ کرے گی تو لوگوں کو جانفہ ذبح کر کے کھلاؤں گا۔

حضرت واصلہ جب مالدار ہوتے تو ان کی فیاضی کے دریائے جوش مارا۔ چنانچہ وہ ہر روز لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ (ابن سعد)

کوہِ حلوان پر فاروقِ عظیم کے سپاہیوں کا قیام

اور صحابی حضرت عیسیٰ کا قبولِ اسلام

(از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب فیض لکھنوی)

سنو کو پہلے ان کا اجرا پہلے شوق میں سب صحابہ کرام کیا کوہِ حلوان پہ آکر قیام تو پیدا ہوئی کوہ سے اک صدا بہت فکر کی چھان ڈالا پس کہ گزرا ہے اس طرح اک واقعہ کہ جب واپسی ہو بصرا محترم اگر دے کوئی پھر جوابِ اذان	کرامت کموں اس کو یا معجزہ تھے سعد بن وقاص سردارِ فوج خود و نوشن کا تا کرین اہتمام ہوئے پھر تو حیرت میں پرہِ جوان نہ چھوڑی گئی کوئی جھاڑی نہ جھاڑ وہ خط جبکہ حضرت عمرؓ نے پڑھا اسی کوہ پر جا کے کوہِ قیام ! تو کہنا یہ اس کوہ سے اے حیل	ہوا جنگ فارس کا جب اہتمام پہلی فوج یوں جیسے دیا کی موج اذان جب وہاں دی گئی بر ملا ! کہ دیتا تھا کوئی جوابِ اذان معا حضرت سعدؓ نے خط لکھا جواب اُس کا اس طرح سے لکھا یا اذان پھر اس طرح دینا وہاں یہ فرمانِ فاروقؓ ہے اے حیل
--	---	--

جو دیتا ہے تمہیں اذان کا جواب + اسے ہم پہ ظاہر تو کرتے شتاب

خرفِ جنگ سے جب فراغت ہوئی تو پیدا ہوئی پھر صدا گداز کہ اے کوہِ شن تجھ میں جو مرد دین یہ ہے حکمِ فاروقِ عالی وقار	مدینہ کی جانب کو رخصت ہوئی ! جوابِ اذان کوئی دینے لگا !!! جوابِ اذان دیتا ہے بالیقین نظر آئی شانِ خدا کوہ پر !!	اذان دی گئی پھر برائے نماز ! تو پھر حضرت سعدؓ نے یوں کہا اُسے کہ دے ہم پر تو اب آشکار !! کہ شوق ہو گیا سن کے نامِ عمرؓ
---	--	---

برآمد ہوا ایک مردِ ضعیف !!! اشکارِ انصاف ہاتھ سے دیکھتے ! کہاں ہیں جنابِ رسالت آتب	معرّ بزرگ اور بالکل نحیف ! ہوا پہلے تو حسبِ سنتِ سلام دیا حضرت سعدؓ نے یہ جواب	تھے آنکھوں پہ پلکوں کے پڑے پڑے لگا کہنے بعد اس کے وہ نیک نام ہوئے حاصلِ حق وہ عالیجناب
--	--	--

کس اس نے پھریوں بعد پہنچ و تاب
کہا سنا نے پھر یہ بے اختیار
گرد و مسل راہ مولا ہوئے !!
خلیفہ ہیں اب ان کے حضرت عمرؓ
کونئی آپ کا اب خلیفہ بھی نہ
کہ بوجہ صداقت گردوں وقار !
کسی نے یہاں انکو دیکھا بھی ہے؟
شہر دین کے پہلے خلیفہ ہوئے
خلافت ہے ان کی بعد کرد و فر
یہ سب شہ کے غلام ہیں خوش نصیب
زیادت مجھے بھی ہوئی ہر نصیب

انہیں دونوں آنکھوں سے دیکھا جمال
لیا کرتے تھے فیض قرآن سے
کماؤں نے دستِ کرم لائے
مجھے داخل غیر امت کرو
درخشاں تھا وہ مثل بدر کمال
اسی منہ سے چومے ہیں شہ کے قدم
ذرا اب نہ تاخیر فرمائیے
پڑھا اس نے پھر کلمہ لا الہ الا
حدیثیں سنیں ہیں انہیں کان سے
نہیں جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم
خدا را بہت جلد بیعت کرو
کہا ہیں محمدؐ سر رسولِ الہ

کیا حضرت سعیدؓ نے پھر سوال
معاہی میں علیؓ بن مریم کا ہوں
فضائل سناتے تھے امتحان کے
کہ ہوتا میں کاشن آپ کا امتی
کہ دنیا میں اس وقت تک میں جیوں
تو بھیجا پیام ان کو اللہ نے
کیا میں نے پھر شکر پروردگار
کہ اے شخص بتا تو اب اپنا حال
محمدؐ کی تعریف حضرت مسیحؑ
اس امدت کے ابدل واقطاب کے
کہا میں نے پھر اے نبی خدا
جمال شہر دوسرا دیکھ لوں !!
زیادت معشایہ کی ہو جائیگی
لگا کرنے اس وقت کا انتظار
کیا ہے مجھے میرے مالک نے شاد
کہا اس نے جہاں کوئی دم کا ہوں
کیا کرتے تھے باز بانِ فصیح
مرے دل میں خواہش یہ پیدا ہوئی
مرے حق میں فرمائیے یہ دعا
دعا کی مرے حق میں جب شانے
سعادت یہ قسمت سے ہاتھ آئیگی
ہی آج وہ میری دل کی مراد

یہ فرما کے خاموش وہ ہو گیا
پڑھی پھر جنائے پر ان کی نماز
غرض موت کی نیند وہ سو گیا
اسی کوہ پر پھر بنایا منزلہ !!
لگے دینے غسل و کفن پاکباز !!
زیادت کرے تاکہ ہر دیندار

سنا مومنو تم نے یہ ماجرا !
جلالت یہ فاروقِ اعظم کی تھی
سمجھ میں بھی آیا کو کچھ بھلا !
کہ تھے تابعِ حکم شجر و جبال
کرامت یہ فاروقِ اعظم کی تھی
کرے کوئی سرتابی کیا تھی مجال

معجزہ انشاق نمر

(اَنَا فَالَكُلْتُ مَوْلَانَا حَبِيبُ اللَّهِ صَاحِبِ رَحْمَةٍ وَأَمْرٍ لَسْرِي)

معجزہ شق القمر کے متعلق حوالجات قارئین کرام کے اضا معلوما کیلئے درج جاتے ہیں۔
(ادامہ)

(۲۱)	تفسیر خازن جلد ۶ صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷	(۱)	بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳۳ تا ۵۳۴
(۲۲)	" مدارک ج ۲ صفحہ ۲۵۳	(۲)	معجم مسلم ج ۲ صفحہ ۳۴۳ باب انشاق قمر کتاب التوبہ
(۲۳)	" اکیلی ج ۷ صفحہ ۳۶	(۳)	سنن ترمذی صفحہ ۵۳۳ کتاب التفسیر سورة القمر
(۲۴)	" جلالین صفحہ ۲۳۸	(۴)	مسند احمد ج ۴ صفحہ ۵۳، ج ۱ صفحہ ۳۷ و ۳۸
(۲۵)	" صاوی ج ۴ صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶	(۵)	مستدرک حکم ج ۲ صفحہ ۴۷ کتاب تفسیر سورة قمر
(۲۶)	" رؤفی ج ۳ صفحہ ۲۱۳	(۶)	مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۳ باب علامات النبوة
(۲۷)	" بیضاوی ج ۲ صفحہ ۳۳۳	(۷)	مرقاۃ جلد ۵ ص
(۲۸)	" حسینی ج ۲ صفحہ ۲۹۸	(۸)	شفا اللغات ج ۴ صفحہ ۵۲۳
(۲۹)	" قادری ج ۲ صفحہ ۳۸۵ و ۳۸۶	(۹)	مظاہر حق ج ۴ صفحہ ۵۲۷ و ۵۲۸
(۳۰)	" روح المعانی پارہ ۲۷ صفحہ ۶۷۷ تا ۶۷۸	(۱۰)	فتح الباری پارہ ۱۵ ص باب انشاق قمر
(۳۱)	" روح البیان ج ۹ صفحہ ۴۹۵ و ۴۹۶	(۱۱)	عمدة القاری ج ۷ صفحہ ۵۷۷، ۵۷۸
(۳۲)	" خلاصة التفسیر ج ۴ صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴	(۱۲)	ارشاد الساری ج ۶ صفحہ ۶ و ۷
(۳۳)	" ابی السعود ج ۵ صفحہ ۱۱	(۱۳)	" ج ۷ صفحہ ۲۹
(۳۴)	" مواہب الرحمن پارہ ۲۷ صفحہ ۱۵۶ تا ۱۵۷	(۱۴)	غصائص الکبری ج ۱ صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶
(۳۵)	" بیان القرآن ج ص	(۱۵)	مشکل الآثار ج ۳ صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۷
(۳۶)	" غرائب القرآن ج ۲۷ ص	(۱۶)	فیض الباری ج ۴ صفحہ ۶۱۶ تا ۶۱۷
(۳۷)	" فتح المنان ج ۷ صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۳	(۱۷)	تفسیر ابن جریر ج ۲۵ ص
(۳۸)	" عمدة البیان ج ۲ صفحہ ۵۰۵ و ۵۰۶	(۱۸)	" ابن کثیر ج ۴ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲
(۳۹)	" جامع البیان صفحہ ۲۳۸	(۱۹)	" کبیر ج ۷ صفحہ ۷۷ تا ۷۸
(۴۰)	" کتاب الشفاء صفحہ ۱۳ طبع مدتی بریلی	(۲۰)	" معالم التنزیل ج ۶ صفحہ ۲۲۶

ترکی میں لادینیت کے خلاف رد عمل

عربی کتابیں چوری چھپے درآمد ہوتی ہیں

(از محترم ضیاء صاحب)

کہہ رکھا ہے کہ ان کو عربی زبان میں چھپی ہوئی دینی کتابیں بھیجا کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی میں عربی کتابیں بے حد مقبول ہیں۔ اور ان کی وہاں بڑے زور شور سے چور یا زادی ہوتی ہے۔ اور انا طولیہ کے دیہاتی ترک گیموں، مرغیاں اور انڈے دیکر انہیں خریدتے ہیں۔

انقرہ کی اس خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس جرم کے ارتکاب کرنے والوں میں سے ایک کو جس کا نام حکمت اوزاق ہے۔ اور جو لاد کالج کا فارغ التحصیل ہے۔ جب عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور اس سے سوال پوچھا گیا کہ :

”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے عربی کتابوں کی ناجائز درآمد اور ان کی ملک میں ترویج کر کے ۱۹۲۶ء کے منظور شدہ

قانون کی دفعہ ۲۹۲ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور یہ کہ تمہارا اس فعل سے ترک قوم کو بڑا معنوی نقصان پہونچے گا“

تو اس نے جواب دیا کہ :

”اگر ان کتابوں میں چھپے قومی سیاسی اور عام آداب

و اخلاق کے پٹھانی کوئی چیز نہیں تو اس سے ہمیں کیا نقصان پہونچ سکتا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ آپ یہ سوال استنبول کے

محکم پر و کے پورولی تاجران کتب سے کرتے۔ جو پیرس سے

ایسی کتابیں اور رسالے درآمد کرتے ہیں۔ جن میں سرتاپا عربی

و اخلاق سوزی ہی ہوتی ہے۔

انقرہ کی ایک خبر ہے کہ ترکی پولیس نے بعض ترک آباد کو اس الزام میں گرفتار کیا ہے کہ عربی شہروں سے عربی رسم الخط میں چھپی ہوئی کتابیں ناجائز طور پر ترکی میں درآمد کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے قاہرہ کے بعض ناشرین کے ساتھ اس امر کا معاہدہ

بقیہ صفحہ گزشتہ :

(۳۱) شرح الشفاء ج ۱ ص ۵۸۵ تا ۵۸۹ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ

مطبع عامرہ

(۳۲) نسیم الرياض ج ۳ ص ۱ تا ۹ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ

مطبع ازہریہ بمصر

(۳۳) نسیم الرياض ج ۱ ص ۲۶۹ تا ۲۷۸ مطبوعہ ۱۹۱۳ء

مطبع نوکشتور لکھنؤ۔

(۳۴) مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱ تا ۱۱۳

(۳۵) زرقانی شرح مواہب ج ۵ ص ۱ تا ۱۱۳

(۳۶) مدارج النبوة ج ۱ ص ۳۰ و مطبوعہ ۱۳۶۹ھ فخر المطابع

(دہلی)

(۳۷) مدارج النبوة ج ۱ ص ۳۵۵ و مطبع نوکشتور کانپور

(۳۸) مدارج النبوة ج ۱ ص ۱ تا ۱۱۳

(۳۹) شواہد النبوة ج ۱ ص ۱ تا ۱۱۳

(۵۰) انسان الصیون ج ۱ ص ۱ تا ۱۱۳

(۵۱) نداء المجاد ج ۱ ص ۱ تا ۱۱۳

لزم کا یہ کہنا تھا کہ عدالت میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے جج کو مقدمہ کی کارروائی ملتوی کرنی پڑی۔

انقرہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مصر سے ترکی میں جو عربی کتابیں ناجائز طور پر درآمد کی جا رہی ہیں۔ وہ صرف دینی کتابیں ہی نہیں، بلکہ ادب و تاریخ اور فلسفہ پر مشتمل عربی کتابوں کی بھی ترکی میں بڑی مانگ ہے۔ یہاں تک کہ مصری مصنف ڈاکٹر احمد امین کی کتاب "فخر الاسلام" کا ایک نسخہ چور بازار میں پندرہ پونڈ کو بکا ہے۔ ترکی میں عربی رسم الخط قانوناً ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ اور آتا ترک نے یہ اقدام اس وقت کیا تھا، جب اس نے ترکی زبان عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط میں لکھنے کے احکام نافذ کئے۔ اور اس معاملہ میں اتنی سختی برتی کہ عربی رسم الخط میں لکھی ہوئی کتابوں کا نواہ وہ ترکی کی جموں یا عربی کی، چھاپنا، خریدنا اور فروخت کرنا قطعاً ممنوع کر دیا۔ اور ترکوں کو مجبور کیا کہ وہ عربی رسم الخط بھول جائیں۔ اور صرف لاطینی رسم الخط میں ترکی زبان لکھیں اور پڑھیں۔

آتا ترک کا یہ جہاد عریض اور مشرقیت کے ہر پہلو پر تھا۔ یہاں تک کہ اس نے عربی کے بجائے ترکی اذان دینا حکماً لازمی قرار دیا۔ اور ترکی موسیقی تک کو یورپی سروں میں ادا کرنے پر زور دیا۔ اور اس طرح آتا ترک نے کوشش کی کہ ترک نہ صرف لباس، و نفع قیاح، مجلسی آداب اور معاشرتی اطوار میں خالص یورپی بن جائیں، بلکہ ان کا ادب اور ان کی زبان بھی مشرقی کے بجائے مغربی آب و رنگ اختیار کر لے۔

آتا ترک نے یہ سب کچھ کیا۔ اور اس میں کسی قسم

کی نرمی یا رعایت کو پاس نہیں رکھ سکے نہ دیا۔ اس نے ترکی ٹوپی پہننے پر اصرار کرنے والوں کو ملک کا باغی قرار دیا۔ اور انہیں پھانسی دینے تک میں تامل نہ کیا۔ اور تمام ملک میں لال ٹوپی پہننا جرم قرار پائی۔ اس طرح عربی رسم الخط میں ترکی لکھنا ممنوع قرار دیا گیا۔ اور اسکی خلاف ورزی کرنا قابل تعزیر ٹھہرا۔ اس نے مؤذنون کو حکم دیا کہ وہ ترکی میں اذان دیں۔ لگائے والوں کو یورپی سر اختیار کرنے پر زور دیا۔

یہ سب کچھ ہوا، اور آتا ترک نے ترکی سے عریض اور اس کے ساتھ مشرقیت کو خارج البلد کر کے میں کوئی کسر اٹھانہ لکھی۔ لیکن کیا وہ اس میں کامیاب ہوا؟ اور ہوا تو کس حد تک کامیاب ہوا؟

جہاں تک ترکی کو مطلق العنان بادشاہی سے نمائندہ جمہوری نظام حکومت میں بدلنے کا تعلق ہے، بے شک اس میں آتا ترک سو فیصدی کامیاب ہوا۔ اور اب شاید ہی کوئی ترک ایسا ہو جو جمہوری نظام پر شاہی نظام کو ترجیح دے۔ اور سلطان ظلی کا خواب دیکھے۔ ترکی میں اب پارلیمنٹری حکومت ہے۔ اور ہر چار یا پانچ سال بعد وہاں پارلیمنٹ کے انتخابات ہوتے ہیں۔ باقی رہا لباس اور ظاہری وضع قطع کا معاملہ۔ تو اس میں بھی ترکوں نے آتا ترک کی اصطلاحات کو بہت حد تک عملاً مان لیا ہے۔ اور بہت کم ترک ایسے ہوں گے، جو اب ترکی ٹوپی یا بیلیے کوٹ، جینے اور بھاری بھاری عمامے پہننے پر اصرار کریں۔ الغرض بہت حد تک ترکوں کے لباس اور ظاہری وضع قطع کا معاملہ بھی طے ہو گیا ہے۔

اب رہا سوال ترک قوم کے معنوی وجود کا۔ جس کے مظاہر مذہبی عقائد، مذہبی شعائر، مذہبی رسوم اور ادب اور فنون ادب ہوتے ہیں۔ خالص یورپی قالب میں ڈھلنے کا تو اس میں آتا ترک کی اصلاحی اور انقلابی کوششیں زیادہ

چھپے عربی کتابیں منگواتے ہیں۔ اور یہ کتابیں جو بازار میں منہ مانگی قیمتوں پر بکیتی ہیں۔

ایک قوم کے معنوی وجود کا سب سے خصال اور مؤثر مظہر اس کا مذہبی جذبہ ہوتا ہے۔ اور جو بھی کوشش اس جذبے کو دبائے گی کی جائے وہ ناکام ہوگی۔ اور اس کا رد عمل کسی اور شکل میں ظاہر ہوگا۔ اتنا ترک کرنے اس جذبہ کو اپنی فوجی افتاد طبع کے ماتحت ایک خاص قالب کا پابند کرنا چاہا۔ جس طرح اس نے ترکوں کی ظاہری زندگی کو ایک وضع میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جہاں اس کی آخر الذکر کوشش کامیاب ہوئی، وہاں اس کی اول الذکر کوشش بہت حد تک رائیگان گئی۔ جس کے اثرات اب ظاہر ہو رہے ہیں۔

آج پاکستان کو بھی کم و بیش انہیں مسائل سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے، جن مسائل سے ترکی کو ہم سے پہلے دوچار ہونا پڑا تھا۔ جہاں ترکی اپنے نظام حکومت اور نظام معاشرت کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق بدلنے میں کامیاب ہوا، وہاں اس نے جیسا کہ آپ نے دیکھا اپنے معنوی وجود کو سرتاپا بدلنے میں بری طرح ٹھوکرین کھائیں۔ ہمیں پاکستان میں ترکوں کی اس مثال کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور مذہبی جذبے کے صحت مند اور صالح اظہار کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ بخصل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ اسلامی مملکت ان معنوں میں کہ اس کی آبادی کی غالب تعداد مسلمان ہے۔ ان مسلمانوں کا ایک معنوی وجود ہے۔ جس کا نامانا اسلامی روایات سے تیار ہوا ہے۔ اس معنوی وجود کو

کامیاب نہیں ہوتیں۔ اور نہ کبھی اس قسم کی کوششیں زیادہ کامیاب ہو سکتی ہیں۔ قوموں کا خارجی وجود بدقت یا بہ آسانی بدلا جاسکتا ہے۔ اور یہ بدلتا رہتا ہے۔ آج سے پچاس ساٹھ سال قبل ہمارا زمین سمن، ہمارا لباس اور ہماری ظاہری وضع قطع وہ نہیں تھی جو آج ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ آج سے پچاس سال بعد ہماری یہ چیزیں بالکل اور ہو جائیں۔ لیکن جہاں تک قوموں کے معنوی وجود کا تعلق ہے، اس کی اتنی آسانی سے کاپیا لٹ نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور پر عرب پچھلے تیرہ سو سال میں کیسے کیا نہیں ہو گئے۔ لیکن عربی زبان، عربی ادب اور عربی ادب کی روایات نے ان کے معنوی وجود کو ان طویل صدیوں میں بکھرنے نہیں دیا۔ اور اب بھی آپ عربوں کے معنوی وجود کو بڑی آسانی سے مشخص کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ عرب امریکہ میں بسا ہوا ہو یا وہ مصر و لبنان کا رہنے والا ہو۔ بیشک عربیت کا خارجی چولا بالکل بدل گیا ہے۔ لیکن اس کے داخلی و معنوی وجود نے اپنا سلسلہ حیات ماضی کی روایات سے برابر وابستہ رکھا ہے۔

اتنا ترک نے قوم کے معنوی وجود کو کلیتہً بدلنا چاہا اور اس میں وہ کامیاب نہیں ہوا۔ چنانچہ اس وقت ترکی میں خالی قسم کی ایک مذہبی جماعت پر پرزے نکال رہی ہے جس کے ارکان کی تعداد دو لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ یہ لوگ مذہب کے معاملے میں بڑے اتماد پسند ہیں۔ اور تو اور ان کو ڈارٹھیاں بکھنے پر اصرار ہے۔ اس کے علاوہ اتنا ترک کی مذہبی اصلاحات کے خلاف جو رد عمل ہوا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ترکی کی موجودہ حکومت کو مجبوراً عربی میں اذان دینے کی اجازت دینی پڑی ہے۔ اور عربی رسم الخط کو ممنوع قرار دینے کے خلاف لوگوں کے احتجاج کی جو کیفیت ہے، وہ آپ نے اس مضمون کے شروع میں دیکھ لی۔ کہ لوگ چوری

بَابُ الْإِسْتِفسَارَاتِ

(از مولانا شاہ غلام محی الدین صاحب مدد مس سید رحیم ریہ بہیدہ)

کیا تکرار ضروری ہے، یا ایک دفعہ ہی کافی ہے؟

(فاروق شاہ پنڈی کوٹ)

ج: ہر ایک دفعہ سے ہی نکاح ہو جاتا ہے۔ احتیاطاً تکرار کر دینا اچھا ہے۔ تاکہ شبہ نہ رہے۔

س: ہر خطبہ نکاح سنون کو ناسی ہے؟ تحریر کریں۔

ج: ہر حدیث شریف میں یہ خطبہ مروی ہے: الحمد لله محمدًا ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له. واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله. اعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منه أزواجهم وبت منهم رجالاً كثيرًا ونساءً. واتقوا الله الذي تسعون به و

الاسرار حرام. ان الله كان عليكم رقيبًا. يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا و

انتم مسلمون. يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و قولوا قولا سديداً يصلح لكم أعمالكم ويخفف لكم

ذلوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

فاز فوزاً عظيماً.

سوال: ہر ما قولکم سر حکم اللہ تعالیٰ

نکاح پڑھنے وقت ایجاب و قبول کرتے ہوئے

ہر معجل یا غیر معجل کے الفاظ جو کہے جاتے ہیں۔ اور دونا

سے قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ عورت کو ایک قلوں

تک نہیں ملتا۔ کیا یہ کہنا فصول ہے، یا شرعاً ضروری

ہے؟ (فاروق شاہ پنڈی کوٹ)

الجواب: ہر یہ الفاظ کہنے انعقاد نکاح کے لئے

ضروری نہیں، بلکہ ذکر نہ بھی نہ کیا جائے مطلقاً

تو بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ اور ہر مثل لازم ہوگا۔

ہاں ہر معجل و غیر معجل کے ذکر کے وقت عورت کے

لئے ایک قسم کے حقوق ثابت ہو جاتے ہیں۔

ہر تین قسم ہوتا ہے۔ معجل یعنی قبل وطی۔ متعجل

جس کے لئے مدت مقرر کر دی جائے۔ مطلق

اگر معجل ہو تو عورت اس کے وصول کرنے کے لئے

خاوند کو اپنے پاس آنے سے روک سکتی ہے۔ اور

خاوند کے ساتھ سفر پر بھی نہ جائے تو اس کا حق چر، شوہر

مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر متعجل ہے، اور مدت معلوم۔ تو

پہلے نہیں روک سکتی۔ اور مطلق اور عرف جلدی دینے کا

نہیں تو بھی نہیں روک سکتی حالاً۔ اور اگر جلدی دینا عرفاً

ہو تو روک سکتی ہے۔ مختصراً تحریر کیا گیا ہے۔ ذکر کے یہ

نواذ ہیں ورنہ ضروری نہیں۔

س: دو دو دفعہ یا تین دفعہ قبول کرایا جاتا ہے۔

پھسلوں کا فروخت و خرید جو کیا جاتا ہے، یہ غلط ہے۔ خواہ پھسل لگنے سے پہلے یا بعد خرید میں جائیں۔ فقہاء نے کونسا طریقہ جواز بیان کیا ہے؟

الجواب: ہر واقعی جو طریقہ مروج ہے۔ اس کو فقہاء نے غلط اور ناجائز تحریر کیا ہے۔ مگر چند صورتیں جواز کی بھی تحریر کیں ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے، کہ مشتری ثمن ادا کر کے کے بعد بائع سے باغ یا درخت ٹپائی پر لے لے۔ اگرچہ بائع کا حصہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ رکھا جائے۔ مگر یہ صورت تب مفید ہوگی کہ باغ کسی قیم کا نہ ہو۔ اور نہ وقف۔ **لہذا ملخصاً** +

نقۃ ص ۳۱۔ امام صاحب کا شکر تہ ادا کرتا۔ تو آپ ناراض ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر تہ ادا کرو۔ جس نے تمہیں رزق عطا فرمایا۔

یہ ہے امام عظیم کی حیات طیبہ کا مختصر خاکہ۔ لیکن پرنسپل سے آج حرام طور پر ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ امام صاحب کی حیثیت صرف ایک فقیہ اور مجتہد قانون شریعت کی تھی۔ دراصل ایک وہ ایک ہی وقت میں فقیہ و محدث، فقیر و متقی بھی تھے۔ اور صوفی و صافی اور عارف کامل بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

س ۱: ہر ایک شخص نے اپنی منکوہ کو بدیں الفاظ طلاق دی۔ کہ میں نے تجھ کو ساٹھ طلاقیں سے چھوڑا چھوٹی جا۔ کیا ان الفاظ سے تین طلاقیں یعنی مغلطہ ہوگی۔ یا ایک رجعی؟ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ایک واقعہ ہوگی۔ اہل سنت والجماعت کا کیا مذہب ہے؟

(سائل غلام مصطفیٰ شاہ پدھرٹھوی)

ج: ہر تین طلاقیں بلفظ واحد دینی اگرچہ بدعت ہیں لیکن علمائے حنفیہ کے نزدیک عورت مغلطہ ہو جائیگی۔ جو بدون حلالہ زوج اول کیلئے جائز نہیں۔ اگرچہ ایسا کام کرنے والا خاطی ہو گیا۔ کیونکہ خلاف حکم شرع ہے۔ مگر بمطابق قواعد حرمة الفعل لا یمنع تزویج الاثر واقع ہو جائیگی۔ **لہذا ملخصاً**۔

س ۲: نماز فرضوں کے بعد جو دعاء مانگی جاتی ہے، یہ تو منقول ہے۔ مگر نماز کے اختتام کے بعد جو دعاء کی جاتی ہے اور تین دفعہ تکرار کرتے ہیں، کیسی ہے؟

(سائل فاروق)

ج: ہر دعاء کرنی خواہ جب کرے، جتنی دفعہ کرے، اچھا ہے۔ اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرضوں کے بعد دعا کرنی منقول ہے۔ اس لئے کہ آپ باقی نماز حجرہ شریف میں جا کر پڑھا کرتے تھے۔ اور باقی مسلمانوں کو بھی اس عمل کی ترغیب بقول خود ہی، لا تتخذوا بیوتکم قبوراً۔ لیکن ہم چونکہ سب نماز مسجدوں میں ہی پڑھتے ہیں۔ اس لئے بعد اختتام نماز دعاء کرنی اور تکرار کے ساتھ کرنی بھی بالحدیث ہی ہے۔ اللہ اعلم فی الجواب سے جو ترغیب دی گئی ہے۔

سوال: ہر عام جگہ کتابوں میں دیکھا گیا ہے، کہ

لمعات نور

(محترم محمد صدیق صاحب مخموسا صیدا یقی لکھنوی)

مرادوق نظر کیا اور کیا افکار نورانی
 گرہاں حسن نسبت کی ہوئی ہو دل پہ ازلانی
 اسی نسبت نے بخشی ہو وہ جلوہ جی قراوانی
 مرے دل میں وہ جوشِ شنِ مدحت آنا جانا ہو
 تو ہی ناز و وصیت۔ اے وحی احمد مرسل
 حویم ناز کی جسکی ہوئی ہیں آج تک راہیں
 لحد میں بھی نہ چھوڑا ساتھ آئے ہر ایک کے ہمراہی
 دنیاں پر میری نام آنے کو ہے فاروقِ اعظم کا
 انہیں کا حکم تھا جس میں یہ سیلابِ جلالت تھا
 فقط اک پور یہ اور ایک کمل کائنات اُن کی
 محبت کی نظر ہے عارضِ گلرنگ عثمان پر
 تصور میں انہیں کا روئے انور جلوہ فرما ہے
 زبان تیغ پر کیوں داستانِ خونِ ناحق ہے
 علی ساقی ہیں مسیح میکدہ بزمِ ولایت کے
 اے اوسوئے دالے شامِ ہجرت فرشِ احمد پر
 بنِ لہم کی خونِ آشام نظریں دیکھنے والے
 دلِ مومن انہیں چاروں کی الفت سے درخشاں ہیں
 ابو بکر و عمر عثمان علیؓ ہیں قلبِ مضطرب میں

کہاں میں اور کہاں صحابہؓ کی شنِ خوانی
 وگرنہ صاف ظاہر ہے مری کوتاہ دامن
 نظر کے پردہ پردہ میں ہر تہذیبِ گلستانی
 کہ اب ہر ہر نظر چھلکا رہی ہے جسمِ انسانی
 بلا فصل آتی تیرے حق میں امت کی نگہبانی
 شبِ ہجرت تری زلفوں کی وہ عطرِ فانی
 کہانے کے ترے جوشِ رفاقت میں فراوانی
 چمک اٹھنے کو ہو محفل کے ہر گوشہ میں تابانی
 کہ پھر پایابِ رودیل میں آئی اے طغیان
 کہ جن کی ٹھوکروں میں قصص کرتی تھی جہانِ بانی
 بھگاتی ہے مجھے کیا کیا بہسارِ باغِ رضوانی
 کہ جس صورت کے بھی دیکھو ہی سورۃ ہو قرآنی
 بگمائی جائیگی کیا تشنگی اے خونِ عثمانی
 ولایت سے یہی کہتی ہے میری کیفِ سامانی
 یہ تمہیدِ شہادت ہے تری اک شب کی مہمانی
 یہ کس کے قتل گاہِ ناز پر چڑھتی ہے قربانی
 فرازِ چرخ پر پھیلی ہے ستاروں کی تابانی
 مرے ایماں کے مالک ہیں ہی آیاتِ ربّانی

بچوں کا صفحہ

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جیبا طیبہ

(مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب نائب مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ)

نہ بد و تقویٰ

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اہل کوفہ سے سوال کیا، کہ کوفہ میں سب سے زیادہ متقی کون ہے۔ تو سب نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کا نام نامی بتلایا۔ اور ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں عمرہ دراز تک کوفہ کے بڑے بڑے علمائے کرام و موفیائے عظام کی مجلس میں بیٹھتا رہا۔ مگر میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے زیادہ کسی کو متقی نہیں پایا۔

ایک دفعہ حضرت امام صاحب نے اپنے شریک تجارت کو ایک تھان کپڑے کا دے کر جس میں کوئی نقص موجود تھا، بھیجا۔ کہ اسے فروخت کر آ۔ اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی، کہ مشتری (خریدنے والے) کو اس کے عیب سے آگاہ کر دینا۔ شریک تجارت نے وہ تھان فروخت تو کر دیا۔ مگر امام کی ہدایت کے مطابق وہ عیب بتلانا بھول گیا۔ امام کو جب بات کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کپڑے کی قیمت جو کہ تیس ہزار تھی۔ مدد کر دی۔ اور اپنے شریک تجارت سے تجارت کی شرکت منقطع کر دی۔ امام صاحب چونکہ مالدار تھے۔ اس لئے عموماً حاجتمندوں کو قرض بھی دیا کرتے تھے۔

اور ان مفروضوں کی کسی ادنیٰ خدمت و فائزہ کے رفا دار نہ ہوتے تھے۔ اور یہ کہہ کر ہمیشہ کھارہ کش ہو جاتے تھے کہ میں اپنے دامن کو سود و ربا کی آلائش سے آلودہ نہیں کرنا چاہتا۔ اور اس معاملہ میں یہاں تک سخت تھے کہ ازراہ

تقویٰ و پرہیزگاری اپنے مقروض کے درخت کے سایہ کے نیچے بھی نہ بیٹھتے تھے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کسی قرض کے بدلے میں معمولی سے معمولی منفعت حاصل کرنا بھی سود ہے۔

جو دو سخا جو دو سخا کا یہ عالم تھا کہ کوئی سائل دروازہ

خالی پس نہیں لوٹتا تھا۔ جس شخص کو ادنیٰ سے ادنیٰ اور زیادہ سے زیادہ مالی مشکل درپیش آتی تو وہ امام صاحب

کی طرف رجوع کرتا۔ اور امام صاحب خندہ پیشانی سے اسکی حاجت کو پورا کرتے۔ ایک دفعہ چند فقار حاضر مجلس ہوئے۔

ان کے بدن پر بوسیدہ کپڑے تھے۔ امام صاحب نے حالت دیکھ کر حکم دیا کہ چٹائی کے نیچے جو تھیلی ہے وہ اٹھلائی جائے۔ تھیلی جب آئی تو اس میں ایک ہزار درہم تھے۔ آپ نے وہ تمام رقم احباب پر تقسیم کر دی۔

ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔

کہ راستہ میں آپ کے ایک قرضدار نے آپ کو دیکھا۔ اور پچھنے کی کوشش کی۔ آپ نے اس کو بلایا۔ اور پچھنے کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا۔

حضور! میں نے آپ کا ایک ہزار درہم قرض دینا ہے۔ اور مدت ہو چکی ہے۔ کہ میں اسے ادا نہیں کر سکا۔ اور اب سامنے آتے شرم آتی ہے۔ آپ نے اسے وہ رقم معاف فرمادی۔

اگر کوئی شخص امام صاحب کے ہدایا و تحائف پر

سرافتازانہ

کراچی کے قریب سیمینٹ کا ایک کارخانہ :
 کراچی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے کراچی سے کوئی آٹھ میل دور منگھو میر کے مقام پر سیمینٹ کا ایک کارخانہ قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کارخانہ پر چھ روزانہ پانچ سو ٹن سیمینٹ تیار کریگا۔ تقریباً دو کروڑ پچھ لاکھ آٹے گی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان کی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن واہ اور روٹری کے دو کارخانوں کو خریدنے کے لئے اسوسی اینڈ سیمینٹ کمپنی کے ساتھ جو بات چیت کر رہی تھی۔ اس کی ناکامی کے بعد منگھو میر میں کارخانہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسوسی اینڈ سیمینٹ کمپنی اٹلی سے ان کارخانوں کے لئے زیادہ قیمت طلب کی۔ داؤد خیل اور حیدر آباد میں دو کارخانے زیر تعمیر ہیں۔ خیال ہے کہ یہ کارخانے ۱۹۵۶ء کی ابتدا تک چالو ہوں گے۔

پاکستان کے راستے افغانستان کی درآمد پر آمد
 کراچی۔ افغانستان نے دسمبر میں پاکستان کے راستے ۸۱۱۷۹۲۳ روپے کی مالیت کا سامان درآمد کیا ہے۔ اس سامان میں زیادہ تر مختلف مشینوں کے اوتار، ربڑ اور کپڑا بھی شامل ہے۔ اس دوران میں افغانستان نے ۶۱۱۶۷ روپے کی مالیت کی اشیاء درآمد کیں۔

۳۰ آدمی حج کیلئے خشکی کے راستے جائیں گے
 گجرات، پاکستان کے دفتر خارجہ نے پاکستان حج ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ کو اجازت دیدی ہے کہ وہ خشکی کے راستے حج بیت اللہ کے لئے جانے والوں کی ۳۰۰ نشستیں بک کر لیں۔ عازمین حج کا یہ قافلہ راولپنڈی سے ماہ جون میں روانہ ہوگا۔ اس میں بسیں، کاریں اور ٹرک ہوں گے۔ ایک ایمبولنس کار بھی ہوگی۔ یہ قافلہ کوئٹہ، زابل، افغانستان اور بصرہ ہوتا ہوا مکہ معظمہ پہنچے گا۔ اور اکتوبر میں کربلائے معلیٰ، بغداد شریف، کربلا شہ تران، مکہ اور کوئٹہ ہوتے ہوئے راولپنڈی پہنچے گا۔ پچھلے سال میں یہ کمپنی ایک قافلہ کو حج بیت کے لئے لے گئی تھی۔

مغربی پنجاب بجلی کی سپلائی
 چند ہی گڑھ میں بات چیت شروع ہو گئی
 نئی دہلی۔ بھارتی بجلی اور منڈی پن بجلی پروجیکٹ سے مغربی پنجاب کو بجلی سپلائی کرنے کے بارے میں کل منڈی گڑھ میں دونوں پنجابوں کے نمائندوں کی بات چیت شروع ہو گئی۔ ایک اطلاع کے مطابق معاہدہ کے دو پہلوؤں پر غور کیا جا رہا ہے۔ ایک طویل المیعاد معاہدہ پر دو ستر ایک سالہ معاہدہ پر جس میں منڈی پروجیکٹ سے بجلی کی سپلائی جاری رکھی جائیگی۔ اس وقت مغربی پنجاب منڈی پروجیکٹ سے ۶ ہزار کیلو واٹ سالانہ بجلی حاصل کرتا ہے۔ نئے معاہدہ کے تحت وہ تین سے چار کیلو واٹ تک حاصل کرے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دس ہزار کیلو واٹ تک حاصل ہو سکے۔ اس معاہدہ پر لاہور میں بھی بات چیت ہوگی +

کتاب ترین رفیق ہے

نصیحتہ شیعہ : مرتبہ مولانا احتشام الدین، نصیحتہ شیعہ ایک عجیب کتاب ہے۔ معمولی سوجھ بوجھ والا بھی اس سے مکمل فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ صفحات ۶۷۶ قیمت چار روپے ۳/-

تفسیر آیت مباہلہ : مری میح تفسیر اور شیعوں کے بڑے مخالف کا ازالہ۔ قیمت چار آنے ۴/-

تفسیر آیت امامت : مرتبہ مولانا عبد الشکور لکھنوی۔ قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تفسیر جن میں لفظ امام ہے۔ اور مسئلہ امامت پر سیر حاصل تبصرہ۔ قیمت چار آنے ۴/-

کشف التلبیس حصہ دوم و سوم : جس میں فضائل صحابہ و دیگر مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت چار روپے ۲/-

علماء ہند کی شاندار ماضی : مرتبہ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۳۹ء تک علماء و کرام کے کارناموں کا تذکرہ۔ قیمت چار روپے ۲/-

علمائے ہند کی شاندار ماضی : مرتبہ کیا ہے، گرانمایہ دینی اور سیاسی معلومات کا بے بہا ذخیرہ ہے۔

سرورق رنگین، مجلد قیمت ۶/۸/- روپے

تفسیر آیت اولی الامر منکم : مرتبہ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی، آیت اطیعوا اللہ الخ کی تفسیر اور شیعوں کے مخالف کا جواب۔ قیمت چار آنے ۲/-

غلام احمد نمبر ۲ : مرتبہ اس کے پڑھنے سے کوئی محفولیت پسندانہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا کافور نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۱/-

خطبات مولانا آزاد : مولانا آزاد کے خطبات جمعہ و عیدین۔ قیمت چار روپے ۲/-

تحقیق متعہ : مرتبہ ۴، بدعات محرم، فضائل صحابہ، ہر میں نہایت احسن طریق پر تبصرہ معذرت خواہات کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰/-

اہل حق کی تنظیم و تعمیر : مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری۔ اکابرین ملت کے بیانات وغیرہ قیمت ۲/۸/- روپے

افکار آزاد : مرتبہ مولانا محمد عثمان صاحب فارغیٹ ایڈیٹر "دزم" قیمت چار روپے ۲/-

ملنے کا پتہ : مکتبہ حزب الایمان و منیبہ سالانہ شمس السلام بھیرہ پاکستان